ابنِ صفی

جلد نمبر
6

جاسوسی دنیا

18- عجیب آوازیں

19- رقاصہ کا قتل

20- نیلی روشنی

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 6

18 عجیب آوازیں

19 رقاصہ کا قتل

20 نیلی روشنی

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر .... خالد سلطان
پرنٹر .... یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 18

عجیب آوازیں

(مکمل ناول)

پیشرس

خاص نمبر کے بعد فریدی اور حمید کا دوسرا کارنامہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ ایک رنگین مزاج اور دولت مند لڑکی کی داستان ہے۔ جس کا منگیتر عجیب و غریب حالات میں موت کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کا عاشق جیل میں پہنچ جاتا ہے۔

عالیہ ایک رنگین مزاج لڑکی تھی۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ساتھ ہی ساتھ آزاد خیال بھی تھی۔ روزانہ نئے نئے دوست بناتی تھی۔ لہٰذا اس حادثے کے رونما ہونے پر لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عالیہ بھی اس سازش میں شریک تھی۔ ممکن ہے اس نے کسی نئے دوست کی خاطر ان دونوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو۔ بظاہر حالات عالیہ کے خلاف ہی تھے۔

لیکن فریدی اس کیس کو اتنا سطحی نہیں سمجھتا۔ وہ ایک ایسی حیرت انگیز بات دریافت کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور پھر وہ صحیح مجرم کو منظر عام پر کھینچ لاتا ہے۔ سرجنٹ حمید نے بھی اس داستان میں کئی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ قہقہے بکھیرے ہیں۔

پبلشر

دلچسپ حادثہ

بات کچھ بھی رہی ہو لیکن انسپکٹر فریدی کا تار ملتے ہی حمید کے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی۔ وہ اس بار تہیہ کر کے اپنے وطن آیا تھا کہ کم از کم ایک ماہ تو ضرور اپنے اعزہ کے ساتھ گذارے گا۔ مگر ٹھیک پندرھویں دن فریدی کا تار ملا اور تار کا مضمون بھی کچھ اس قسم کا تھا کہ وقتی طور پر جھلاہٹ لازمی تھی۔

لکھا تھا۔ ''جلد آؤ! لطف رہے گا۔''

''کیا خاک لطف رہے گا۔'' حمید تار کا فارم مٹھی میں ملتا ہوا بڑبڑایا۔ ''لطف یہ رہے گا کہ دن رات جھک مارئیے! چھٹیوں میں بھی چین نہیں! سراغ رسانی سالی اوڑھنا بچھونا ہو کر رہ گئی ہے۔''

''بہر حال قہر درویش بر جان درویش۔ بستر باندھنا ہی پڑا۔ اگر صرف افسری اور ماتحتی کے تعلقات ہوتے تو شاید وہ استعفیٰ ہی لکھ کر بھیج دیتا۔

سفر کے دوران میں اس کا موڈ خراب ہی رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر یکایک کونسی ایسی مصیبت آ گئی۔ اس دوران میں اخبارات میں بھی سنسنی خیز حادثے کی کوئی خبر نہیں شائع ہوئی تھی۔

ٹرین تیزی سے راستہ طے کر رہی تھی اور حمید کھڑکی کے قریب بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ طبیعت اتنی بیزار تھی کہ وہ کسی طرف دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ حالانکہ کمپارٹمنٹ میں اس کی دلچسپی کا کافی سامان موجود تھا مگر طبیعت تھی کہ غیر حاضر۔ اکثر کئی کھنکتے ہوئے رسیلے قہقہے اس کے کانوں میں گونج اٹھتے اور وہ دوسرے کنارے پر بیٹھی ہوئی تیز و طرار لڑکیوں کی طرف دزدیدہ نظروں سے

دیکھ کر رہ جاتا۔ اس سے زیادہ دلچسپی لینا کم از کم اس وقت اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔ زیادہ تر خیالات اور جھنجھلاہٹ کی کشمکش جاری رہنے کے بعد دماغ پر کاہلی سی مسلط ہوگئی تھی جسے پہیوں کی گھڑ گھڑاہٹ کی یکسانیت نے کچھ اور گہرا کر دیا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور کھڑکی پر سر ٹیکے اونگھ رہا تھا۔

دفعتاً کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ حمید چونک کر پلٹا۔

"معاف کیجئے گا میری وجہ سے آپ کے آرام میں خلل پڑا۔" اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

"فرمایئے۔"

"کیا عرض کروں! میری دیا سلائی شائد کہیں گر گئی ہے۔" اس نے جھینپی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

حمید کا دل چاہا کہ اس کی گردن پکڑ کر کھڑکی سے دھکیل دے! یہ ایک جوان العمر توانا اور وجیہہ آدمی تھا۔ لباس سے متمول معلوم ہوتا تھا۔ انگلیوں میں قیمتی پتھروں کی انگوٹھیاں تھیں۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی چین میں بھی الماس کے چھوٹے چھوٹے مستطیل ٹکڑے جڑے ہوئے تھے۔ حمید نے ایک بار پھر اسے گھور کر دیکھا۔ وہ کوئی بے تکا جملہ کہنے ہی جا رہا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ندامت دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

"لیجئے دیا سلائی حاضر ہے۔" حمید نے دیا سلائی جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ۔" اس نے اپنا سگریٹ کیس کھول کر حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں سگریٹ نہیں پیتا۔" حمید نے کہا۔

"خوب۔" وہ اپنی سگریٹ سلگاتا ہوا بولا۔ "لیکن رفاہ عام کیلئے دیا سلائی ضرور رکھتے ہیں۔"

حمید اس کی بے تکلفی پر جھلا گیا۔

"جی نہیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔ "مجھے رفاہ عام قسم کی حرکتوں سے کوئی دلچسپی نہیں میں پائپ پیتا ہوں۔ سگریٹوں کے کاغذ مجھے بدبودار معلوم ہوتے ہیں۔"

"لیکن یہ مصری سگریٹ ہیں، اجپشین اسپیشل۔" اجنبی مسکرا کر بولا۔

حمید نے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ نکال کر جیب میں ڈال لی اور پائپ نکال کر اس میں

تمبا کو بھرنے لگا۔ اجنبی متحیر نظروں سے دیکھنے لگا۔

"بات دراصل یہ ہے۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "میں نے اس سگریٹ کا صرف نام سنا تھا۔ مگر پینے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں اسے بطوریادگار اپنے پاس رکھوں گا اور مرتے وقت اپنے بڑے لڑکے کو دے کر وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی مرتے وقت اپنے بڑے لڑکے کو دے کر یہی وصیت کر جائے کہ وہ اپنے لڑکے کو....!"

اجنبی کے چھت شگاف قہقہے کی وجہ سے جملہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"بخدا آپ بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" اجنبی اپنی ہنسی روکتا ہوا بولا۔

"جناب۔" حمید نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔ "ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے۔"

"کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔"

"کسولی۔"

"کسی کام سے۔"

"جی نہیں علاج کرانے کی نیت سے۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔ "پرسوں مجھے ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا۔"

"خوب....!" اجنبی مسکرا دیا۔

"بھلا اس میں مسکرانے کی کیا بات ہے۔" حمید بگڑ کر بولا۔ "کیا آپ مجھے پاگل سمجھتے ہیں۔"

"جی نہیں.... جی نہیں۔" اجنبی کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"تو پھر آپ مسکرائے کیوں۔"

"کچھ نہیں یونہی.... یونہی۔"

"یونہی مسکرائے تھے آپ۔" حمید نے طیش میں آ کر کہا۔ "لیکن یونہی مسکرانا کچھ اچھی علامت نہیں۔"

"ارے صاحب آپ تو خواہ مخواہ۔"

"خواہ مخواہ کیا۔ میں خواہ مخواہ باتیں کر رہا ہوں؟ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میں پاگل ہوں۔"

"نہیں صاحب۔ نہیں صاحب۔" اجنبی پیچھے کھسکتا ہوا بولا۔

"پیچھے کیوں کھسک رہے ہو؟ کیا میں کاٹ کھاؤں گا۔"

"ارے صاحب آپ نے۔" اجنبی کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔

کمپارٹمنٹ کے دوسرے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور لڑکیاں آنکھیں پھاڑے حمید کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

"آپ اکیلے سفر کر رہے ہیں۔" اجنبی پھر سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"جی نہیں! میرے ساتھ ہزاروں اس ٹرین میں سفر کر رہے ہیں.... پھر؟"

"جناب میں معافی چاہتا ہوں۔" وہ گھبرا کر اٹھتا ہوا بولا۔

"معافی.... کس بات کی معافی۔ آپ نے میرا کیا بگاڑا ہے۔" حمید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ بے تحاشہ زنجیر کی طرف بڑھا۔ کمپارٹمنٹ کے دوسرے لوگ بھی گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ کیا حماقت!" حمید نے اُسے کھینچ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ زنجیر کیوں کھینچنے جا رہے ہیں۔ کیا آپ سچ مچ مجھے پاگل سمجھتے ہیں۔"

اجنبی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خوف زدہ نظروں سے حمید کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن اب حمید کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں کوئی دوسرا زنجیر نہ کھینچ لے کیونکہ قریب بیٹھے ہوئے کئی آدمیوں نے اسے یہ کہتے سنا تھا کہ وہ بغرض علاج کسولی جا رہا ہے۔

"آپ حضرات تشریف رکھئے۔" حمید نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں مذاق کر رہا تھا۔" کچھ مسکراتے کچھ جھنجھلاتے ہوئے بیٹھ گئے۔

"لیکن میں اس بے تکی حرکت کا مطلب نہیں سمجھا۔" اجنبی بگڑ کر بولا۔

"آپ نے مجھ سے دیا سلائی مانگی تھی۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔ "اگر بات یہیں تک رہتی تو خیر۔ لیکن آپ کے جملے سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ آپ بے تکلفی پر آمادہ ہیں اور آپ پر یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ میں اجنبیوں سے بے تکلفی کا عادی نہیں۔"

اجنبی ہنسنے لگا۔ لیکن اس ہنسی میں شرمندگی کے ساتھ جھنجھلاہٹ بھی موجود تھی۔ "خیر چلئے بات ختم ہوئی۔" اس نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو ذرا دیا سلائی پھر عنایت فرمایئے گا۔"

"شوق سے۔" حمید نے دیا سلائی بڑھا دی اور اجنبی سگریٹ سلگانے لگا۔

کمپارٹمنٹ کے دوسرے مسافر انہیں برابر گھورے جا رہے تھے۔

"محض آپ کی وجہ سے یہ سب لوگ مجھے پاگل سمجھنے لگے ہیں۔" حمید آہستہ سے بولا۔

اجنبی نے ادھر اُدھر دیکھا اور ایک بار پھر اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"آپ کہیں پڑھتے ہیں۔" اس نے حمید سے پوچھا۔

حمید اِدھر اُدھر کی باتوں میں اس کا سوال ٹال گیا۔ پھر اور بھی باتیں چھڑ گئیں۔ دوران گفتگو میں پتہ چلا کہ دونوں کی منزل ایک ہی ہے۔

"مجھے دراصل محکمہ سراغرسانی کے آفیسر سے ملنا ہے۔" اجنبی نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"کیوں؟ کس سے؟" حمید چونک کر بولا۔

"انسپکٹر فریدی سے۔"

"اوہ...!" حمید کے چہرے پر عجیب سے آثار پیدا ہو گئے، لیکن وہ سنبھل گیا اور پھر اس طرح اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے اس بات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔

"میں ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے کئی دن قبل فریدی صاحب کو ایک خط لکھا تھا جس کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ اب میں خود ہی ان سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں۔" حمید سوچنے لگا۔ کیا فریدی نے اسے اسی کے لئے بلایا ہے؟ لیکن اس نے اجنبی سے اس کے متعلق گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ شخص کوئی الٹی سیدھی کہانی لے کر فریدی کے پاس پہنچ گیا تو خواہ مخواہ بقیہ چھٹیاں بھی برباد ہو جائیں گی۔

"آپ اس سے قبل بھی انسپکٹر فریدی سے ملے ہیں۔" حمید نے پوچھا اور اجنبی چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ "معاف کیجئے گا میں اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔" اجنبی نے احتیاط سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

حمید کا استعجاب اور بڑھ گیا۔

"مگر ابھی تو آپ....!"

"ٹھیک ہے۔" اجنبی اس کی بات کاٹ کر آہستہ سے بولا۔ "معلوم نہیں آپ کون ہیں! میں بہت پریشان ہوں۔ محض رازداری کے خیال سے میں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہوں۔"

"ورنہ تھرڈ کلاس میں کرتے۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔ "اس کی نظریں اس کی بیش قیمت

انگوٹھیوں اور گھڑی کی چین پر جمی ہوئی تھیں۔"

"جی نہیں! یہ بات نہیں۔ فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کے لئے جگہ مخصوص کرانی پڑتی۔"

"بہت اچھے۔" حمید نے قہقہہ لگایا۔ "اب شاید آپ مجھ سے بدلا لینا چاہتے ہیں۔"

"یہ بات نہیں۔" اجنبی بے چینی سے بولا۔ "میں آپ کا شکر گذار ہوں گا اگر آپ یہ ذکر ہی چھوڑ دیں۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ وہ غور سے اجنبی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے چہرے پر کسی قسم کے جذبات کے آثار نہ تھے اور آنکھوں کی بے تکلفی سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس وقت خالی الذہن ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ آہستہ آہستہ اٹھ رہے تھے اور پھر وہ حمید کی گردن کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کی آنکھیں اس طرح ویران نظر آ رہی تھیں جیسے وہ اندھا ہو۔ حمید گھبرا کر پیچھے کھسک گیا۔

دوسرے مسافر انہیں اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کے سامنے دو مداری اپنے اپنے کرتب دکھا رہے ہوں۔

"پیچھے ہٹئے۔" حمید نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے کہا۔

"ڈر گئے۔" اجنبی نے قہقہہ لگایا۔ "کیوں لے لیا نہ بدلہ۔"

حمید بُری طرح جھینپ رہا تھا۔

"دیکھا آپ نے آرٹ اسے کہتے ہیں۔" اجنبی نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ جیسا زیرک آدمی بھی دھوکا کھا گیا۔"

حمید ہنسنے لگا۔ دوسرے مسافر بھی ہنس رہے تھے۔

"میں نے ابھی تک جتنی باتیں کیں، سب بکواس تھیں۔" اجنبی نے کہا۔

"خیر اس پر مجھے کسی طرح یقین نہیں آ سکتا۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ "آپ نے ساری باتیں سچ کہی تھیں اور آپ انہیں مذاق کا رنگ دینا چاہتے ہیں۔"

"آپ یقین کیجئے۔" اجنبی گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"بھلا میں کس طرح یقین کر سکتا ہوں۔ جب کہ خود میں انسپکٹر فریدی ہوں۔" حمید نے آہستہ سے کہا۔

اجنبی بے ساختہ اچھل پڑا۔

سامنے کی برتھ پر ایک پروفیسر نما آدمی اپنے سپاٹ سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا دوسرے سے کہہ رہا تھا۔ "بعض نوجوان عجیب و غریب حرکتوں کے ذریعہ لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

اجنبی نے اس کا ریمارک صاف سنا لیکن اس کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا۔ وہ بدستور آنکھیں پھاڑے حمید کو گھورے جا رہا تھا۔

"آپ.... آپ۔" وہ ہکلایا۔

"جناب۔" حمید سنجیدگی سے بولا۔ "آپ کا خط دلچسپ ضرور تھا لیکن مجھے اس کی صداقت پر شبہ تھا۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ آپ سے ملنے سے پہلے ہی حالات کا جائزہ لے لوں اور اب آپ کے ساتھ ہی واپس جا رہا ہوں۔"

"تو آپ نے حالات کا جائزہ لے لیا۔" اجنبی بے چینی سے بولا۔ "اور آپ کو اب میرے بیان پر کسی قسم کا شبہ نہیں۔"

"قطعی نہیں۔" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا "اور مجھے اس کا بھی علم ہے کہ آپ کی زندگی ریوالور کی نال پر رکھی ہوئی ہے اور کسی وقت بھی آپ مر سکتے ہیں۔"

"اوہ...!"

"جناب۔" حمید نے معنی خیز انداز میں سر ہلا کر کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولا۔ "ان مسافروں میں سے بھی کوئی آپ کا دشمن ہو سکتا ہے۔"

"تو کیا ہم کمپارٹمنٹ بدل دیں۔" اجنبی نے پوچھا۔

"قطعی! لیکن صرف آپ! میں آپ سے علیحدہ رہ کر ہی آپ کی حفاظت کر سکوں گا۔"

اجنبی گھبرا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"چونکنے کی ضرورت نہیں۔" حمید آہستہ سے بولا۔ "آپ شاید اسی وقت اپنی موت بلانا چاہتے ہیں۔ کھڑکی کے باہر دیکھئے۔"

اجنبی نے فوراً تعمیل کی اور پھر پلٹ کر دوسری طرف نہیں دیکھا۔ جیسے ہی گاڑی اسٹیشن پر رکی وہ اپنا اٹیچی اٹھا کر نیچے اُتر گیا۔

"اسٹیشن پر مل جایئے گا۔" حمید نے کھڑکی سے سر نکال کر کہا اور پھر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

اس کے بعد بقیہ سفر اونگھتے ہی گذرا۔ حمید نے اُسے بیوقوف بنادیا تھا۔ لیکن سوچ رہا تھا کہ وہ ہے کون؟اور فریدی سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔

منزل مقصود پر پہنچ کر وہ قلیوں سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اجنبی بھی آکر کھڑا ہو گیا۔ لیکن حمید نے کچھ ایسارویہ اختیار کرلیا جیسے اس نے اسے اس سے قبل دیکھا ہی نہ ہو۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں۔" اجنبی نے پوچھا۔

"جی....!" حمید تحیر آمیز لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" اجنبی نے چونک کر کہا۔

"کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔" حمید نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ارے....!" اجنبی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمید ہنسنے لگا۔ پھر اس کی طرف جھک کر آہستہ سے بولا۔

"آرٹ اسے کہتے ہیں.... امید ہے کہ اب آپ اس کا بھی بدلہ لینے کی کوشش کریں گے۔"

حمید اُسے پلیٹ فارم پر چھوڑ کر قلی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

حیرت انگیز تجربہ

کوٹھی پہنچ کر حمید نے سامان اپنے کمرے میں پھینکا اور فریدی کی تلاش کرنے لگا۔ نوکروں سے معلوم ہوا تھا کہ وہ گھر ہی میں ہے، لیکن کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ کس کمرے میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ نوکروں نے یہ بھی بتایا کہ فریدی نے انہیں شاگرد پیشہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے وہ کوٹھی کے اندر بھی نہیں جا سکتے تھے۔

حمید اندرونی راہداری سے گذرتا ہوا عجائبات کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دفعتاً اسے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ غراہٹ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ کتا انتہائی غصے میں ہے۔ آواز فریدی کی تجربہ گاہ سے آرہی تھی جو اوپری منزل پر تھا۔ حمید نے عجائبات کے کمرے میں جھانکا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے رک کر کچھ سوچنے لگا۔ کتے کی آواز برابر سنائی دے رہی تھی۔ حمید تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف پلٹا۔ اس کی رفتار کچھ اتنی تیز تھی کہ بادی النظر میں

دوڑنے کا گمان ہو سکتا تھا اور پھر دوسرے لمحے میں وہ زینے طے کرتا ہوا اوپری منزل کی طرف جارہا تھا۔

تجربہ گاہ کے دروازے بند تھے لیکن کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ حمید آہستہ آہستہ ایک کھڑکی کی طرف بڑھا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ فریدی اپنے ایک خونخوار بلڈ ہاؤنڈ (Blood Hound) کی زنجیر تھامے کھڑا تھا، جو ایک کپڑے کے قد آدم مجسمے پر حملہ کرنے کے لئے زور کررہا تھا۔ مجسمہ یونہی بھدے قسم کا تھا۔ لیکن اسے جو سوٹ پہنایا گیا تھا کافی قیمتی معلوم ہوتا تھا۔ کتے کے جوش وخروش سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر وہ کسی طرح چھوٹ گیا تو مجسمے کے پرخچے اڑادے گا۔

دفعتاً فریدی نے زنجیر اس کی گردن سے نکال لی اور کتا کپڑے کے مجسمے پر ٹوٹ پڑا۔ وہ اسے بُری طرح ادھیڑ رہا تھا اور فریدی کے ہونٹوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ رقص کررہی تھی۔ پھر وہ کتے اور مجسمے کی طرف سے لاپرواہ ہوکر سگار سلگانے لگا۔

''آپ اس بیچارے کی مدد نہیں کررہے ہیں۔'' حمید نے باہر سے کہا اور فریدی چونک پڑا۔

''اوہ تم آگئے.... اتنی جلدی امید نہیں تھی۔''

فریدی نے دروازہ کھول دیا۔ حمید نے اندر پہنچ کر دیکھا کہ مجسمے کے بجائے اب چیتھڑوں کا ڈھیر کتے کے جوش غضب کا شکار بنا ہوا ہے۔

''آپ خیریت سے ہیں نا۔'' حمید نے کتے کی طرف سے نظریں ہٹا کر فریدی کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

فریدی ہنسنے لگا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی اور کتے خانے کا نگران اندر داخل ہوا۔ فریدی نے زنجیر اُسے دے دی اور حمید سے مخاطب ہوا۔

''تار کل شام ہی کو مل گیا ہوگا۔'' فریدی نے کہا۔

''لیکن اس وقت فوراً ہی کوئی ٹرین نہ مل سکی۔'' حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ ''اور بذریعہ جہاز آنے میں اخراجات زیادہ بیٹھتے۔''

''تمہاری عدم موجودگی میں بہت اداس رہتا ہوں۔'' فریدی نے کہا۔

''اور آپ کے قریب رہ کر مجھے اداس ہونے کا بھی موقع نہیں ملتا۔'' حمید خشک لہجے میں بولا۔

اس دوران میں کتے خانے کا نگراں بلڈ ہاؤنڈ کے گلے میں زنجیر ڈال چکا تھا اور اب اُسے باہر لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن کتا کسی طرح ہٹنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

"یوں نہ جائے گا۔" فریدی نے کہا۔ "اپنے ساتھ وہ ڈھیر بھی لے جاؤ۔"

پھر فریدی نے بڑھ کر کتے کی زنجیر پکڑ لی اور نگران چیتھڑوں کا ڈھیر سمیٹنے لگا۔

ایک ہاتھ پر اُس نے چیتھڑوں کا ڈھیر سنبھالا اور دوسرے سے کتے کی زنجیر تھام کر باہر نکل گیا۔ کتا بدستور اچھل اچھل کر اس کے ہاتھ میں چیتھڑے گرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آؤ چلیں۔" فریدی بھی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

حمید حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دونوں برآمدے میں آکر آرام کرسیوں میں بیٹھ گئے۔

"شاید ابھی تک آپ کا دماغ اُس جزیرے[1] والے حادثے سے متاثر ہے۔" حمید تھوڑی دیر بعد بولا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"پھر یہ سب کیا تھا....؟"

"ایک تجربہ۔"

"تجربہ۔"

"ہاں.... لیکن ابھی نہیں بتاؤں گا۔" فریدی نے بجھا ہوا سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ "پہلے جا کر کپڑے اتارو! غسل کرو! کھانا بھلا ابھی کہاں کھایا ہوگا! تم ٹھہرے پرلے سرے کے کنجوس۔"

"لیکن آپ نے مجھے بلایا کیوں ہے؟" حمید جھلا کر بولا۔

"محبت کرنے کے لئے.... جان من اس قدر ناراض کیوں ہو۔"

حمید جھلا کر اٹھا اور اندر چلا گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ پھر برآمدے ہی کی طرف واپس آیا کیونکہ فریدی اندر موجود نہیں تھا۔

ابھی وہ برآمدے میں قدم بھی نہیں رکھنے پایا تھا کہ اسے ایک ایسی آواز سنائی دی جسے وہ کچھ دیر قبل ٹرین میں سن چکا تھا۔ وہ کمرے ہی میں رک گیا۔ آواز سچ مچ اس اجنبی کی تھی جسے اس نے

---

[1] اس کہانی کے لئے "بھیانک جزیرہ" جلد نمبر 5 ملاحظہ فرمائیے۔

ٹرین میں بیوقوف بنایا تھا۔ لیکن اس وقت اس کے لہجے میں متانت کی بجائے دیوانہ پن جھلک رہا تھا۔ وہ اس طرح بول رہا تھا جیسے اس پر کسی قسم کا دورہ پڑ گیا تھا۔

"فریدی صاحب۔" "آپ کو ماننا ہی پڑے گا۔ تیس ہزار چالیس ہزار، پچاس ہزار میں اس سے بھی آگے بڑھ سکتا ہوں۔ اپنے دشمنوں کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی ساری پونجی لٹا سکتا ہوں۔ نہیں نہیں۔ فریدی صاحب! اس طرح سر نہ ہلائیے۔ خدا کی قسم پاگل نہیں ہوں۔ فریدی صاحب میں ہوش میں ہوں۔ آپ میرے متعلق تحقیقات کر سکتے ہیں۔ جنوبی امریکہ کی کمرشل ڈائریکٹری، میں آپ کو میرا نام اور فوٹو مل سکتا ہے۔"

"مجھے یقین ہے۔" فریدی کی پُر سکون آواز سنائی دی۔

"پھر آپ انکار کیوں کر رہے ہیں۔ جب کہ آپ کی چھ ماہ کی چھٹیاں بھی باقی ہیں۔ چلئے ساٹھ ہزار.... سفر خرچ اور دیگر اخراجات کے علاوہ.... اب آپ کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"مسٹر نعیم! مجھے افسوس ہے کہ میں پھر بھی آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکوں گا۔"

"آخر کیوں؟ آخر کیوں؟"

"یونہی.... اصول کی بات آپڑی ہے۔"

"یعنی....!"

"معاف کیجئے گا۔ میرے پاس آپ کے یعنی کا کوئی جواب نہیں۔"

"تو مین قطعی ناامید ہو جاؤں۔"

"جی....!"

"فریدی صاحب! میں بڑی امیدیں لے کر آیا تھا۔"

"مجھے خود افسوس ہے۔"

"میں حتیٰ الامکان آپ کو آمادہ کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔" اجنبی نے کہا۔

"میں نے آخری بات کہہ دی۔" فریدی کھانس کر بولا۔ "ویسے آپ کو اختیار ہے۔ میں آپ کو کوشش سے تو باز نہیں رکھ سکتا۔"

"میں مایوس نہیں ہو سکتا۔" اجنبی کے لہجے میں خود اعتمادی تھی۔ "کیونکہ آپ کے بعد پھر کوئی اور نظر نہیں آتا۔ یہ میری موت اور زندگی کا سوال ہے۔ فریدی صاحب میں نے سنا تھا کہ

آپ مظلوموں کی مدد کرتے ہیں۔ اسی لئے میں نے آپ تک آنے کی ہمت کی تھی۔"

"لیکن آپ سے زیادہ مظلوم بھی میرے پاس آچکے ہوں تو!اور میں انہیں مدد دینے کا وعدہ کر چکا ہوں تو!ایسی صورت میں آپکے ساٹھ ہزار میرے ارادے پر کس طرح اثرانداز ہو سکیں گے۔"

"تو کیا میرے دشمنوں نے آپ سے مدد طلب کی ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر....؟"

فریدی نے اس سوال کا جواب دینے کے بجائے ایک نوکر کو آواز دی۔

"ذرا ڈرائیور سے کہو کہ گاڑی گیرج سے نکال دے۔ باہر جانا ہے۔"

"فریدی صاحب! مجھے سچ مچ بڑی مایوسی ہوئی۔" اجنبی اٹھتا ہوا بولا۔

"میں پھر عرض کروں گا کہ مجھے افسوس ہے۔ اگر آپ تین دن قبل مجھ سے ملے ہوتے تو شاید میں اس وقت آپ ہی کے کام کے متعلق سوچ رہا ہوتا۔"

"خیر صاحب مجھے یقین ہو گیا کہ میری بربادی قریب ہے۔"

پھر حمید نے قدموں کی آہٹیں سنیں، جو بتدریج دور ہوتی جارہی تھیں اور جب برآمدے میں آیا تو فریدی خلاء میں نظریں جمائے کچھ سوچ رہا تھا۔

حمید کی آہٹ پر چونک پڑا۔

"تم نے کپڑے نہیں بدلے۔ ہم میپول ہوٹل تک چلیں گے۔ کھانا وہیں کھائیں گے۔" اس نے حمید سے کہا۔

حمید کوئی جواب دیئے بغیر پھر واپس لوٹ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اجنبی نے ٹرین میں اس سے کیا کہا تھا کہ وہ فریدی سے ملنے جارہا ہے۔ پھر اس نے اپنی اس بات کو مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی تھی؟ آخر کیوں؟ وہ کون تھا؟ فریدی کے پاس کیوں آیا تھا۔

"جانتے ہو کون تھا۔" فریدی نے حمید سے راستے میں پوچھا۔

"میں آپکی طرح جادو کی پڑیا تو ہوں نہیں کہ ہر ایک کو پہچانتا پھروں؟" حمید بیزاری سے بولا۔

فریدی خاموش ہو گیا اور حمید کو یک بیک احساس ہوا کہ اس نے اس وقت بیزاری کا اظہار کر کے غلطی کی ہے۔ اب فریدی اُسے کچھ بتائے بغیر ہی ادھر اُدھر بہلاتا پھرے گا۔ اجنبی کی

شخصیت پُر اسرار تھی اور فریدی نے جس انداز سے اُسے ٹالا تھا وہ بھی کم از کم حمید کے لئے نیا تھا۔ اس نے اس سے قبل فریدی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ روز ہی اس کے پرائیویٹ کیس آتے رہتے تھے لیکن اس نے آج تک کسی ضرورت مند کو اتنے خشک لہجے میں کورا جواب نہیں دیا تھا اور پھر یہاں تو معاملہ ساٹھ ہزار تک پہنچ چکا تھا اور دوسرے اخراجات سے کوئی مطلب نہیں؟

حمید کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر وہ کون تھا؟ اور کیا چاہتا تھا؟

اور پھر اچانک اسے فریدی کا حیرت انگیز تجربہ یاد آ گیا۔ حرکت قطعی پاگل پن کی تھی، لیکن فریدی سے اس کی توقع ناممکن تھی کہ وہ بچوں کی طرح کپڑے کا مجسمہ بنا کر اپنا بہترین سوٹ کتے سے نچوا ڈالے گا۔ آخر یہ سب کیا تھا؟

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔" حمید تھوڑی دیر بعد بولا۔

"ہوں....!" فریدی مسکرایا لیکن وہ بدستور سامنے دیکھتا رہا۔ اس کے انداز سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ مسکراہٹ کسی جملے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

حمید کی اکتاہٹ اور جھلاہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

"لیکن ہم ے پول ہوٹل کیوں جا رہے ہیں۔"

"غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرنا سیکھو؟" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"یہ غیر ضروری بات ہے؟" حمید نے جھلا کر کہا۔

"چپ۔"

"واہ یہ بھی اچھی رہی۔" حمید برس پڑا۔ "خواہ مخواہ تار دے کر مجھے بلایا۔ اتنے لمبے سفر کی کوفت بھی دور نہ ہونے پائی تھی کہ یہاں چل وہاں چل۔ جہنم میں گئی ملازمت۔ میں تو اب عاجز آ گیا ہوں۔"

"ملازمت کی بات کہاں چھیڑ بیٹھے۔ ہم تو چھٹی پر ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

حمید کا غصہ اور تیز ہو گیا لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ البتہ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"ہے ہے۔" فریدی اسے کن انکھیوں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس وقت کافی حسین لگ رہے ہو۔ تم اپنا ہونٹ دانتوں میں مت دبایا کرو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ستارے شفق کو نگلنے کی

کوشش کر رہے ہوں۔"

حمید پھر کچھ نہ بولا۔

"تم خاموش کیوں ہو..... کچھ چھکو پیارے۔" فریدی نے اُسے پھر چھیڑا۔

"کیا آپ مجھے اُلو کا پٹھا سمجھتے ہیں؟" حمید چیخ کر بولا۔

"نہیں آدمی کا پٹھا۔" فریدی نے آہستہ سے کہا اور کار ے پول ہوٹل کے پورٹیکو میں کھڑی کر دی۔

حمید طوعاً و کرعاً اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ فریدی داہنی طرف کے کیبنوں کی قطار کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کی نظریں نمبروں پر دوڑ رہی تھیں۔ چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد وہ ایک کیبن کی طرف بڑھا۔ پردہ ہٹایا اور حمید کی آنکھوں کے سامنے بجلی سی چمک گئی۔ پردہ ہٹتے ہی کیبن میں بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیارانہ انداز میں کھڑی ہو گئی۔ حمید اُسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ وہ شہر کے فولاد کے سب سے بڑے تاجر کی لڑکی عالیہ تھی۔ اونچی سوسائٹی کا شاید ہی کوئی ایسا فرد رہا ہو، جو اُسے نہ جانتا ہو۔ وہ شہر کی تفریح گاہوں کی جان اور کلچرل قسم کے ہنگاموں کی روح رواں تھی۔

"تشریف رکھئے۔" فریدی قدرے جھک کر بولا اور حمید کی طرف مڑ کر اُسے معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

عالیہ بیٹھ گئی۔ وہ بار بار اپنی پیشانی پر رومال پھیر رہی تھی۔

"آپ کا کیس یقیناً میرے لئے دلچسپ ہو گا۔" فریدی بیٹھتا ہوا مسکرا کر بولا۔

عالیہ کوئی جواب دینے کے بجائے حمید کی طرف دیکھنے لگی۔

"اوہ.... یہ میرے رفیق کار سرجنٹ حمید ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "ان کی موجودگی آپ کی تشویش کا باعث نہیں بن سکتی۔"

عالیہ کے ماتھے پر ابھری ہوئی سلوٹیں غائب ہو گئیں۔

"ہاں تو آپ نے مجھے اس وقت کیوں بلایا ہے۔" فریدی اپنے جیب میں سگار ٹٹولتا ہوا بولا۔ "اگر آپ ناپسند نہ کریں تو میں ایک سگار سلگا لوں۔"

"اوہ.... شوق سے۔" عالیہ کی مترنم آواز سنائی دی۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ بات یہ ہے کہ مجھے شاہد مرحوم کے نوکر سے آج ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔

ممکن ہے آپ کے کام کی ہو۔"

"وہ کیا؟"

"شاہد مرحوم نے اسی خاص تقریب کے لئے ایک سوٹ سلوایا تھا، جو تقریب سے ایک ہفتہ قبل اچانک اس کے بکس سے غائب ہو گیا تھااور پھر ایک دن قبل اُسی بکس میں پایا گیا۔"

عالیہ کا جملہ ختم ہونے سے قبل ہی فریدی سگار سلگاتے ہوئے رک گیا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت انگیز طور پر چمکنے لگی تھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"لیکن اس کی اطلاع آپ لوگوں کو پہلے ہی کیوں نہیں دی گئی۔" فریدی نے سگار کو میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں.... نوکر کا بیان ہے کہ شاہد نے اُسے اس کا تذکرہ کرنے سے روک دیا تھا۔"

فریدی کچھ سوچنے لگا۔

"میرا خیال ہے۔" عالیہ پھر بولی۔ "شاہد نے اخلاقاً اس کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اگر آپ ہی کا کسی کے گھر میں بطور مہمان قیام ہو اور آپ کی کوئی چیز گم ہو جائے تو آپ یقیناً صاحب خانہ سے اُس کا تذکرہ کرتے ہوئے ہچکچائیں گے۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔" فریدی ایش ٹرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔

حمید کی الجھن لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی تھی۔

خونی کتا

"اچھا تو عالیہ بیگم۔" فریدی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میں شاہد مرحوم کے نوکر سے پھر کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی چلئے۔"

"نہیں ابھی نہیں.... میں شام کو آؤں گا اور ہاں آپ کے والد صاحب کب تک واپس آئیں گے۔"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ وہ تقریباً چھ ماہ سے غیر ممالک کے دورے پر ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے ان

کا کوئی خط بھی نہیں آیا۔ ان کا آخری تار مصر سے آیا تھا جس میں انہوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ کیپ ٹاؤن جا رہے ہیں۔ اس کے بعد سے پھر کوئی خبر نہیں ملی۔"

"ہوں.... اچھا تو پھر میں شام کو آؤں گا۔" فریدی نے کہا اور ویٹر کو بلانے کے لئے گھنٹی بجاتا ہوا بولا۔ "غالباً آپ نے ابھی دوپہر کا کھانا نہ کھایا ہوگا۔"

"جی نہیں شکریہ! میں کھا چکی ہوں۔" عالیہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "اچھا تو شام کو کس وقت آپ کا انتظار کروں۔"

"پانچ بجے۔"

عالیہ چلی گئی اور فریدی حمید کی طرف دیکھنے لگا۔

"اسے جانتے ہو۔" اس نے پوچھا۔

حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں بھلا تم کیوں نہ جانتے ہو گے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔

"یہاں ایک عجیب حادثہ ہو گیا ہے۔" فریدی نے کہا۔

حمید بدستور سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔

"تم شاید دلچسپی نہیں لے رہے ہو۔" فریدی پھر بولا۔

حمید نے نوالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور فریدی کو اس طرح گھورنے لگا جیسے مار بیٹھے گا۔

"کیوں؟" فریدی ہنس پڑا۔

"میں اس لئے دلچسپی نہیں لے رہا ہوں۔" حمید دانت پیس کر بولا۔ "کہ دلچسپی لینے کے سلسلے میں کافی بدھو بننا پڑتا ہے۔ اگر میں اپنی دلچسپی کا اظہار کروں تو آپ مجھے پیس کر پی لیں۔ آپ مجھے احمقوں کی طرح ٹہلایا کرتے ہیں۔ کبھی کوئی بات نہیں بتاتے۔ بس دوڑا کیجئے۔"

"کھانا کھاؤ۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "غالباً تمہارا اشارہ اس تجربے کی طرف ہے اب میں تمہیں اس کے متعلق بتا سکتا ہوں۔ اگر عالیہ نے اس وقت سوٹ والا معاملہ نہ چھیڑا ہوتا تو ابھی نہ بتاتا کیونکہ ابھی تک وہ تجربہ محض عقلی گدا تھا مگر اب وہ فولاد کی طرح ٹھوس ہے۔"

"یعنی....!"

"ٹھہرو..... تجربے کی بات بعد میں آئے گی۔ پہلے وہ واقعہ سنو جس کی بناء پر ایک خیال کے تحت مجھے یہ تجربہ کرنا پڑا تھا۔"

فریدی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ حمید اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آج سے ایک ہفتہ قبل کی بات ہے کہ عالیہ کے شکاری کتے نے اس کے منگیتر شاہد کو مار ڈالا۔"

"مار ڈالا۔" حمید چونک کر بولا۔

"ہاں.... اور عین اس وقت جب تھوڑی دیر بعد ان کی منگنی کی رسم ادا کی جانے والی تھی۔"

"اوہ....!"

"اس تقریب کے سلسلے میں عالیہ کے یہاں ایک گارڈن پارٹی دی گئی تھی۔ مہمان نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان میں شاہد بھی تھا، جو تقریباً پندرہ یوم قبل سے عالیہ کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ عالیہ کو تو تم جانتے ہی ہو کہ اس میں خود نمائی کی عادت ضرورت سے زیادہ ہے۔ پارٹی شروع ہی ہونے جا رہی تھی کہ عالیہ اپنے بلڈ ہاؤنڈ کی زنجیر تھامے ہوئے پائیں باغ میں آئی۔ حالانکہ یہ ایسا موقع نہیں تھا کہ وہ کتا لے کر نکلتی مگر خود نمائی کی عادت نے اُسے اس بھونڈی حرکت پر مجبور کر دیا۔ اس کا بیان ہے کہ کتا بچپن ہی سے اس کے پاس تھا اور بہت سیدھا تھا۔ صرف شکار کے موقعوں پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بلڈ ہاؤنڈ ہے۔ ورنہ ویسے وہ دیسی کتوں کی طرح ہر ایک کی سیٹی پر دم ہلانے لگتا تھا۔"

فریدی خاموش ہو کر پلیٹ میں رکھے ہوئے مرغ مسلم کی ٹانگ کاٹنے لگا۔

"پھر.....!"

"باغ میں پہنچ کر یک بیک اس نے بھونکنا شروع کر دیا۔ عالیہ نے لاکھ کوشش کی کہ وہ اُسے واپس لے جائے۔ مگر ممکن نہ ہوا۔ دو تین نوکروں نے بھی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ کچھ مہمان بھی عالیہ کے گرد آ گئے۔ پھر دفعتاً چمڑے کا تسمہ ٹوٹ پڑا۔ اس نے اس کی گردن پکڑ لی تھی لوگ دوڑ پڑے مگر اتنی دیر میں اس نے شاہد کا نرخرا ادھیڑ دیا تھا اور شاہد زمین پر پڑا ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح تڑپ رہا تھا۔ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ مر گیا۔ عالیہ نے اسی وقت چیخ چیخ کر لوگوں کو بتا شروع کیا کہ کسی نے کتے کا تسمہ کاٹ دیا تھا۔ تسمہ نہیں بلکہ اُسے چمڑے کی ڈور کہنا چاہئے، جو پتلی پتلی پٹیوں کو بٹ کر بنائی گئی تھی اور جس کا ٹوٹنا امر محال ہے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس

وقت اسے کاٹ دیا تھا جب کتا شاہد پر جھپٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی دوران میں کسی نے ایک لڑکے کے متعلق شبہ ظاہر کیا۔ عالیہ یہ نہیں بتا سکی کہ شبہ ظاہر کرنے والا کون تھا۔ بہر حال اس لڑکے کی تلاشی لینے پر اس کی جیب سے ایک بڑا سا چاقو برآمد ہوا۔ لڑکا گرفتار کرلیا گیا لیکن وہ برابر یہی کہے جارہا تھا کہ وہ چاقو اس نے اپنی جیب میں نہیں رکھا تھا اور نہ وہ اس کا تھا۔ کسی نے وہیں اس کی لاعلمی میں جیب میں ڈال دیا تھا۔ بہر حال لڑکا گرفتار کرلیا گیا۔ جانتے ہو وہ کون تھا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔

"وہ عالیہ کے عاشقوں میں سے ایک تھا اور عالیہ بھی اُسے بے حد چاہتی ہے۔ اس نے اس کا اعتراف کیا ہے۔"

"تب تو معاملہ صاف ہے۔" حمید نے کہا۔

"کیا....؟"

"یہی کہ عالیہ اور اس کا عاشق دونوں اس سازش میں شریک ہیں۔"

"چلو خیر میں اسے بھی مانے لیتا ہوں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کتے نے شاہد ہی پر حملہ کیوں کیا اور پھر ایسی صورت میں جب کہ وہ شاہد سے کافی مانوس ہو گیا تھا۔ شاہد کے نوکر نے بتایا ہے کہ اکثر شاہد اُسے اپنے ساتھ لے کر تفریح کے لئے باہر جایا کرتا تھا۔"

فریدی خاموش ہو کر حمید کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"دوسری بات۔" فریدی چند لمحوں کے بعد بولا۔ "اگر یہ سازش عالیہ کی تھی تو اس نے اس صفائی سے اس کا اعتراف کیوں کرلیا کہ وہ شاہد سے بیزار تھی۔ اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"تو پھر اُس نے انکار ہی کیوں نہیں کر دیا تھا۔" حمید نے کہا۔

"اس کے والدین کی یہی خواہش تھی۔ اس کا باپ ایک ضدی آدمی ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہے۔ اس کا باپ اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر وہ شاہد کے ساتھ شادی پر رضامند نہ ہوگی تو وہ اسے وراثت سے محروم کر دے گا۔"

"مگر محبت۔" حمید نے کہا۔

"چھوڑو بھی، تم بھی کہاں کی بات لے بیٹھے۔ رئیس گھرانوں کی جانِ محفل قسم کی لڑکیوں کو تم نہیں جانتے۔ ان کے لئے دولت سے زیادہ اہم اور کوئی چیز نہیں! اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے عاشق سعید کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی۔ مگر میرے خیال میں اس میں بھی ایک طرح کی سودے بازی موجود ہے۔ سعید ایک متوسط گھرانے کا لڑکا ہے اگر اتفاق سے عالیہ کی شادی اس کے ساتھ ہو جائے تو وہ زندگی بھر اس کی دولت کی وجہ سے اس سے مرعوب رہے گا اور اس کی بے راہ روی میں دخل انداز نہ ہو سکے گا۔ تم نے یہاں کی رقص گاہوں میں عالیہ کو بے شمار نوجوانوں کے ساتھ دیکھا ہوگا۔ میں اس کی فطرت سے بخوبی واقف ہوں۔

"تو خود عالیہ نے آپ سے اس کیس کی تفتیش کے لئے کہا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"ہاں... خیر تو سنو.... عالیہ کا بیان ہے کہ حادثے سے ایک ہفتہ قبل سے کوئی آدمی روزانہ رات میں کتے کو تنگ کیا کرتا تھا۔ دو ایک بار کتے کے جسم پر معمولی زخم بھی دکھائی دیئے۔"

"تو کیا شاہد ہی...." حمید نے کہا۔

"نہیں....!" فریدی اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "اگر یہ بات ہوتی تو وہ تقریب سے پہلے ہی شاہد کا خاتمہ کر دیتا۔ بتا تو دیا کہ تقریب سے ایک دن قبل بھی شاہد کتے کو اپنے ساتھ باہر لے گیا تھا۔"

"تو پھر سعید۔"

"بھلا سعید کیسے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اگر یہ بات ہوتی تو وہ شاہد کی بجائے سعید پر جھپٹتا۔ کیونکہ وہ بھی پارٹی میں موجود تھا۔"

"پھر آخر کون۔"

"کوئی نامعلوم آدمی۔" فریدی بولا۔ "سارے واقعات معلوم کرنے کے بعد ہی سے میں نے تجربہ شروع کر دیا تھا۔ واضح رہے کہ شاہد محض اس سوٹ کی وجہ سے مارا گیا۔ تقریب سے ایک ہفتہ پیشتر اس کے بکس سے غائب ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ تقریب سے ایک دن قبل واپس مل جانے پر اُس نے وہی سوٹ پہنا ہوگا کیونکہ وہ اسی موقعے کے لئے سلوایا گیا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"عجیب احمق آدمی ہو۔" فریدی اکتا کر بولا۔ "جس آدمی نے اُسے چرایا تھا، وہی اُسے راتوں میں پہن کر کتے کو تنگ کرتا رہا اور پھر تقریب سے ایک دن قبل اس نے اُسے دوبارہ بکس میں رکھ

دیا۔ کتا اس دوران میں سوٹ کی بو سے واقف ہو چکا تھا۔ لہٰذا وہ شاہد ہی کو تنگ کرنے والا سمجھ بیٹھا۔"

"محض کپڑے کی بو۔" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

"جھک نہیں مار تا رہا صاحب زادے۔" فریدی نے کہا۔ "آج ہی میرا تجربہ مکمل ہوا ہے۔ میں نے اپنے ایک سوٹ کا خون یونہی نہیں کرایا۔ ایک آدمی میرا سوٹ پہن کر میرے بلڈ ہاؤنڈ کو رات میں تنگ کرتا رہا ہے۔ وہی سوٹ میں نے کپڑے کے مجسمے کو پہنایا تھا۔ اگر وہ سوٹ خود میرے جسم پر ہوتا تو میرا بھی وہی حشر ہوتا، جو اُس مجسمے کا ہوا۔"

"آپ کا....؟" حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بلڈ ہاؤنڈ کی ذات ہی ایسی ہے۔ اصیل قسم کا بلڈ ہاؤنڈ اپنے حملہ آور کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ چاہے وہ اس کا مالک ہی کیوں نہ ہو! بعض کتوں میں یہ صفت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک رکھوالی کرنے والے السیشین ہی کو لے لو۔ وہ رات کو اپنے مالک کی آہٹ پر بھونکنے لگتا ہے اور اس وقت تک چپ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس کا نام لے کر کچھ کہہ نہ دے۔"

فریدی خاموش ہو گیا۔ حمید بھی کچھ سوچ رہا تھا۔

"یہ حرکت گھر ہی کے کسی فرد کی ہو سکتی ہے۔" حمید نے کہا۔

"ممکن ہے! ابھی میں نے اس پر غور ہی نہیں کیا؟ بہر حال سازش کا طریقہ دریافت ہو گیا۔"

"میرے خیال سے اس سلسلے میں وہ آدمی کار آمد ثابت ہوگا جس نے سعید پر شبہ ظاہر کیا تھا۔" حمید بولا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن وہ آدمی پارٹی میں موجود نہیں تھا، جو اس کتے کو تنگ کر رہا تھا۔ ورنہ وہ اس پر بھی حملہ کرتا۔ بہر حال سازش بڑی پُر مغز تھی۔ مجرم نے ایک تیر سے دو شکار کئے۔ عالیہ کے منگیتر کا کام تمام ہو گیا اور عاشق جیل پہنچ گیا۔"

"ممکن ہے یہ سعید ہی کی حرکت رہی ہو۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ خود عالیہ ہی ان دونوں سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔" حمید نے کہا۔ "ایسی صورت میں سعید کا بیوقوف بن جانا ممکنات میں سے نہیں۔ وہ اپنی جگہ پر یہ سمجھتا رہا ہوگا کہ عالیہ محض اسی کے لئے شاہد کا خاتمہ کر دینا چاہتی ہے۔"

"ممکن ہے۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میں نے اس پہلو پر بھی غور کیا ہے! لیکن اس میں

ایک خامی ہے۔ تم عالیہ کو اچھی طرح نہیں جانتے۔ وہ بہت ذہین لڑکی ہے۔ اگر اسے سعید کو بھی ختم کرنا ہوتا تو وہ ایسی اسکیم نہ سوچتی جس کے تحت سعید قانون کے شکنجوں میں جکڑنے کے بعد مارا جاتا۔ ایسی صورت میں حقیقت ظاہر ہو جانے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اگر اسے سعید کو بھی مارنا ہی ہوتا تو وہ اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کر سکتی تھی۔"

وہ کھانا ختم کر چکے تھے۔ فریدی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سگار سلگانے لگا۔

"تو بہر حال آپ کسی تیسرے آدمی کے امکانات پر غور کر رہے ہیں۔" حمید نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔

"کافی۔" فریدی نے قریب کھڑے ہوئے ویٹر سے کہا۔ پھر حمید کی طرف مخاطب ہوا۔

"ہاں کیا کہا تم نے۔"

حمید نے اپنا جملہ دہرایا۔

"میں ہر پہلو سے جائزہ لے رہا ہوں۔ فی الحال قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا ہی خیال صحیح ہو! عالیہ کی کیا بساط ہے۔ بڑے بڑے مجرم اس قسم کی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اگر کوئی تیسرا آدمی مجرم ہے تو اسے یہ پہلے ہی سے معلوم رہا ہوگا کہ عالیہ پارٹی میں کتے کو بھی لے جائے گی۔ میں نے عالیہ سے اس نکتے پر بھی گفتگو کی تھی کہ وہ خود ہی کتے کو لے گئی تھی یا کسی نے اس قسم کی تجویز پیش کی تھی۔ اس نے بتایا کہ یہ حرکت کسی کے مشورے کی بناء پر نہیں کی گئی تھی اور دوسری صورت میں وہ اس حرکت کا جواز بھی پیش نہ کر سکی۔"

"کتے کو تو گولی مار دی گئی ہوگی۔" حمید نے کہا۔

"ماری جاتی۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کرنے دیا۔" فریدی بولا۔ "وہ ایک اچھا گواہ ثابت ہوگا۔"

"تو وہ کہاں ہے۔"

"میرے پاس ہے میں کئی دن سے اس کا جائزہ لے رہا ہوں۔ وہ قطعی صحیح الدماغ معلوم ہوتا ہے۔"

"باندھ کر رکھتے ہیں نا؟" حمید نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"مطمئن رہو۔ وہ تمہاری گردن نہیں دبوچے گا۔ یہ سعادت تو کسی عورت ہی کے حصے میں آئے گی۔"

اتنے میں کافی آ گئی اور فریدی سگار کو ایش ٹرے میں رکھ کر پیالیوں میں شکر ڈالنے لگا۔

"عالیہ ہے کافی حسین۔" حمید اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔" فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔"تم اس کے حسن کی گہرائیوں میں ڈوب کر ضرور کوئی نہ کوئی کام کی بات نکال لاؤ گے۔ اگر تم نے یہ رپورٹ بھی دی کہ حسن دیکھنے کیلئے ہے چھونے کیلئے نہیں تو میں اطمینان سے قبر میں پیر پھیلا کر سو سکوں گا۔"

چڑچڑا میجر

پانچ بجے شام کو فریدی اور حمید جہانگیر پیلس پہنچ گئے۔ یہ ایک بڑی اور شاندار عمارت تھی۔ پائیں باغ سے گذر کر وہ بر آمدے میں آئے جہاں عالیہ ان کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ متعدد کمروں سے گذرتے ہوئے کھانے کے کمرے میں آئے جہاں ایک بڑی سی میز پر ناشتے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر کا آدمی بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ اُن کے قدموں کی آہٹ پر چونک کر اس نے آنکھیں کھولیں اور ایک لمحہ تن کر بیٹھے رہنے کے بعد پھر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔۔۔۔ وہ آدھ کھلی آنکھوں سے فریدی اور حمید کو دیکھ رہا تھا۔

"میرے چچا! میجر داؤد۔" عالیہ مسکرا کر بولی۔"اور آپ انسپکٹر فریدی۔"

بوڑھے نے بیٹھے ہی بیٹھے اپنا ہاتھ فریدی کے ہاتھ میں دے دیا۔ مقصد مصافحہ تھا لیکن انداز سے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ کوئی چیز فریدی کے ہاتھ میں دے رہا ہو۔ پھر اس کی سرخ سرخ آنکھیں سرجنٹ حمید کے چہرے پر جم گئیں۔

"سرجنٹ حمید۔" فریدی بولا۔

بوڑھے نے حمید کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ میں بیجان گوشت کا ایک لوتھڑا جھول گیا ہو۔

"میں چائے پی چکا ہوں۔" فریدی بولا۔

"خیر کوئی بات نہیں۔" بوڑھا اپنی کرسی میز کے قریب کھسکاتا ہوا بولا۔ "چائے بالکل ٹھنڈی ہو چکی ہے۔"

اور پھر اس طرح ناشتے میں ڈوب گیا جیسے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا اس کمرے میں موجود نہ ہو۔ عالیہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔

"تو کیا آپ واقعی چائے نہ پئیں گے۔" عالیہ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"قطعی نہیں! آیئے.... ذرا میں شاہد کے نوکر سے ملنا چاہتا ہوں۔" فریدی بولا۔

بوڑھا چائے کا گھونٹ حلق میں اتارتے اتارتے رک کر فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہو! ابھی تک وہی چرخہ چل رہا ہے۔" بوڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

عالیہ کوئی جواب دیئے بغیر دروازے کی طرف بڑھی۔

پھر وہ برآمدے میں آکر بیٹھ گئے۔ عالیہ نے شاہد کے نوکر کو بلایا۔

حمید اسے کسی خرانٹ پولیس آفیسر کی طرح تیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ قبل اس کے فریدی کچھ پوچھتا حمید اسے مخاطب کر کے بولا۔

"وہ آدمی تمہیں پھر کبھی دکھائی دیا تھا؟"

"کون آدمی۔" نوکر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہی جسے تم نے شاہد کا سوٹ دیا تھا۔'

"میں نے۔" نوکر اچھل کر بولا اور پھر اس کی آنکھیں خوفزدہ نظر آنے لگیں۔

فریدی نے حمید کو گھور کر دیکھا اور پھر نوکر کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"تم کتنے دنوں سے شاہد کے ساتھ تھے۔" اس نے پوچھا۔

"تین سال سے۔"

"تم نے سوٹ غائب ہونے کا تذکرہ پہلے ہی کیوں نہیں کیا۔"

"صاحب نے منع کر دیا تھا۔"

"ہوں.... اچھا یہ بتاؤ! کیا وہ پارٹی میں وہی سوٹ پہن کر گئے تھے۔"

"جی ہاں۔"

"یہاں اس شہر میں ان کے کسی ملنے والے کو جانتے ہو۔"

"جی نہیں۔"

"کبھی کوئی ان سے ملنے کے لئے آتا تھا۔"

"میرے خیال سے تو کوئی بھی نہیں۔"

"تو یہاں اس گھر والوں کے علاوہ ان کے جان پہچان کا کوئی اور نہیں تھا۔"

"یہ کیسے کہہ سکتا ہوں۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ یہاں کوئی ان سے ملنے کے لئے نہیں آتا تھا۔"

"ہوں۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تم ابھی تک یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہو۔"

"پولیس نے روک رکھا ہے۔"

"میں شاہد کا کمرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔" فریدی عالیہ کی طرف مڑ کر بولا۔

"چلئے۔" عالیہ اُٹھتی ہوئی بولی اور حمید اس کی کمر کے بل گننے لگا۔

"لیکن ذرا ٹھہریئے میں کنجی لیتی آؤں۔" عالیہ نے کہا اور اندر چلی گئی۔

"تم کمرے کے پاس ٹھہرو۔" فریدی نے نوکر سے کہا۔

اس کے جانے کے بعد وہ حمید سے بولا۔

"یہ کیا حماقت تھی۔ اس قسم کے گھسے پٹے سوالات کا طریقہ سول پولیس ہی کے لئے رہنے دو۔"

"آپ کا طریقہ تو دنیا سے نرالا ہے۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"پھر وہی بکواس۔ تم اتنا نہیں سوچ سکتے کہ اگر وہ سازش میں شریک ہوتا تو ایک ڈھکی چھپی بات کو کیوں ظاہر کر دیتا۔ ظاہر ہے کہ سوٹ کھو جانے والے واقعے کے متعلق شاہد کے بعد اس کے علاوہ گھر کا کوئی اور آدمی نہیں جانتا تھا۔"

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عالیہ آ گئی۔

پھر وہ شاہد کے کمرے میں آئے۔ نوکر ساتھ تھا۔ اس کمرے میں ایک مسہری اور دو تین کرسیوں اور ایک چھوٹی سی میز کے علاوہ کچھ اور نہیں تھا۔

"کیا کپڑوں کا صندوق اسی کمرے میں تھا۔" فریدی نے نوکر سے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"کس جگہ۔"

نوکر نے ایک طرف اشارہ کیا۔ فریدی تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر ایک دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"یہ کدھر کھلتا ہے۔"

"پرانی حویلی میں.... مگر اُدھر کوئی رہتا نہیں۔"

"اوہ....!"

"لیکن آپ سوٹ کے متعلق....!"

"یہ ایک اہم بات ہے۔" فریدی عالیہ کی بات کاٹ کر بولا۔ "بہت ہی اہم۔"

پھر وہ نوکر کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم جا سکتے ہو۔"

نوکر چلا گیا۔

"ہاں مس عالیہ۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ "آپ نے بتایا تھا کہ کوئی آپ کے کتے کو راتوں میں تنگ کرتا رہا تھا۔"

"جی ہاں۔"

"اور آپ نے اس کے متعلق کچھ جاننے کی کوشش نہیں کی۔"

"کی تھی۔" عالیہ بولی۔ "لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔"

"پھر آپ نے کتے کو وہاں سے ہٹا تو دیا ہی ہوگا۔"

"ہٹاتی کہاں سے۔ وہ رات بھر کمپاؤنڈ میں کھلا رہتا تھا۔"

"اوہ....!" فریدی کچھ سوچنے لگا۔

"لیکن آپ پارٹی میں کتے کو لے ہی کیوں گئی تھیں۔" حمید دفعتاً بولا۔

"اب کیا بتاؤں۔" عالیہ کے چہرے پر ندامت کے آثار پھیل گئے۔ "حماقت تھی جو ہو گئی۔"

"خیر..." حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا وہ ڈور پرانی تھی جس سے آپ نے کتے کو باندھ رکھا تھا۔"

"جی نہیں خریدنے کے بعد صرف دو تین بار استعمال کی گئی تھی۔"

"اوہ.... تو اس کا مطلب یہ ہے۔" حمید جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ فریدی بول پڑا۔

"آپ حادثے سے کتنے دن قبل سے اس ڈور کو استعمال کر رہی تھیں۔"

"حادثے سے قبل زنجیر استعمال کی جاتی تھی.... لیکن....!"

"لیکن کیا....!"

"بات دراصل یہ ہے کہ زنجیر کی ایک کڑی کسی طرح ٹوٹ گئی تھی۔"

"اوہ.... لیکن زنجیر کے ٹکڑے نہیں ہوئے تھے؟" فریدی نے پوچھا۔

"جی نہیں! لیکن خدشہ تھا کہ وہ بیچ سے الگ ہو جائے گی۔"

"وہ ہے کہاں! میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد فریدی اور حمید برآمدے میں عالیہ کا انتظار کر رہے تھے، جو زنجیر تلاش کرنے گئی تھی۔

"اتنی دیر میں تم نے کام کی ایک بات پوچھی تھی۔" فریدی نے حمید سے کہا۔

اور حمید کوئی جواب دیئے بغیر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ عالیہ بھی سازش میں شریک ہے۔" حمید تھوڑی دیر بعد بولا۔

"بس اڑنے لگے۔ میں نے اس لئے تمہاری تعریف نہیں کی تھی۔"

"تعریف صرف اس کو زیب دیتی ہے۔" حمید درویشانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "جس نے آپ کو بے جان اور مجھے ذی روح بنا کر میری مٹی پلید فرمادی۔"

فریدی ہنسنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عالیہ زنجیر لے کر آ گئی۔ فریدی بغور زنجیر کو دیکھ رہا تھا اور اس کے ہونٹ اس طرح سمٹ گئے تھے جیسے سیٹی بجانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ پھر وہ حمید کی طرف مڑا۔

"ذرا یہ کڑی دیکھو۔ اس کا ایک حصہ تیز دھار چیز سے کاٹا گیا ہے۔"

حمید زنجیر کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دیکھنے لگا۔

"اس میں شک نہیں۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "اگر کتا زور کرتا تو یہ کڑی الگ ہو جاتی۔"

پھر اس نے نظریں عالیہ کے چہرے پر جمادیں۔

"اگر آپ کتے کو اسی زنجیر سے باندھا رہنے دیتیں اور اسے پارٹی میں نہ لے جاتیں تب بھی کسی نہ کسی وقت شاہد پر حملہ ضرور کر دیتا۔"

عالیہ استعجاب آمیز نظروں سے فریدی کی طرف دیکھنے لگی۔

"تو کیا شاہد ہی رات میں کتے کو تنگ کیا کرتے تھے۔" عالیہ نے پوچھا۔

"آپ کافی ذہین ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن اگر یہ بات ہوتی تو وہ پہلے ہی شاہد کا خاتمہ کر دیتا۔"

"پھر....!"

"چھوڑیئے بھی پھر کبھی بتاؤں گا۔" فریدی بجھا ہوا سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"کیا آپ کسی طرح یاد کر کے یہ نہیں بتا سکتیں ہیں کہ حادثہ ہو جانے پر کس نے سعید پر شبہ ظاہر کیا تھا۔"

"میں نے۔" کسی نے پیچھے سے کہا۔

فریدی وغیرہ چونک پڑے۔ عالیہ کا چچا میجر داؤد کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔

"میں نے شبہ ظاہر کیا تھا۔" وہ پھر بولا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ شبہے کی کیا وجہ تھی۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"وجہ یاد کرنے کے لئے وقت چاہئے۔" میجر داؤد خشک لہجے میں بولا۔ "بس مجھے اُس پر شبہ ہو گیا تھا۔"

"لیکن پولیس تو وجہ بھی معلوم کرنا چاہے گی۔"

"جہنم میں گئی پولیس۔" میجر داؤد دانت پیس کر بولا۔

فریدی مسکرانے لگا۔ حمید کی آنکھوں سے شبہ جھانک رہا تھا۔

"اُس کے لئے باقاعدہ بیان دینا پڑے گا۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔

"اور آپ کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ آپ نے یہ بات ابھی تک کیوں چھپائے رکھی۔"

"کیا....؟" میجر داؤد گرج کر بولا۔

"کوئی بات نہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "آپ کو کوئی کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو یہ بات مجھ تک ہی رہے گی۔"

"تم جا سکتی ہو۔" میجر داؤد نے عالیہ سے کہا اور وہ کسی قدر ہچکچاہٹ کے بعد وہاں سے چلی گئی۔

"ادھر آیئے۔" میجر داؤد ایک بنچ کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

وہ لوگ بنچ پر بیٹھ گئے۔

"اس لڑکی نے خاندان کی ناک نالی میں رگڑ دی۔" میجر داؤد آہستہ سے بڑبڑایا۔

فریدی اور حمید خاموش رہے۔ فریدی نے اتنی دیر میں اچھی طرح اندازہ لگا لیا تھا کہ میجر داؤد کس قسم کا آدمی ہے۔

"وہ اس آوارہ لونڈے سعید کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی۔" میجر داؤد نے کہا۔

"ایسی حالت میں کشت وخون کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ پارٹی میں اس کی موجودگی ہی شبہ پیدا کردینے کے لئے کافی تھی۔ فطرتاً اُسے اس موقعے پر یہاں نہ آنا چاہئے تھا۔ اسے مدعو بھی نہیں کیا گیا تھا۔ سمجھ میں آگئی شبہے کی وجہ۔"

میجر داؤد فریدی کو اس طرح گھورنے لگا جیسے وہ اپنے خیال کی تردید میں کچھ سننا پسند نہیں کرے گا۔

"آپ کا خیال قطعی درست ہے۔" فریدی نے کہا۔

"اور پھر اس کے جیب سے چاقو بھی برآمد ہوا۔" میجر داؤد بولا۔

"آپ نے اسے ڈور کاٹتے بھی دیکھا تھا؟"

"نہیں۔" میجر داؤد بڑبڑایا۔ "اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسے کسی نے ڈور کاٹتے نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ مجرم نہیں ہے تو یہ آپ کی بھول ہوگی۔ آخر وہ اتنا بڑا چاقو لے کر یہاں آیا ہی کیوں تھا؟"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "یقیناً اس کی نیت میں فتور تھا۔ آپ مجھ سے عمر میں بہت بڑے ہیں اور مجھ سے زیادہ تجربہ کار بھی۔ کتوں کے متعلق آپ یقیناً مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے۔"

"میں اس کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا۔" میجر داؤد نے نرم لہجے میں کہا۔ "البتہ مجھے بچپن ہی سے کتوں کا شوق تھا۔"

"ہاں تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" فریدی سوچنے کے انداز میں بولا۔ "آخر اس نے شاہد پر حملہ کیوں کیا تھا جب کہ وہ اس سے کافی مانوس تھا۔"

"اوہ۔" میجر داؤد ہنسنے لگا۔ "یہ تو بہت معمولی سی بات ہے۔ کتوں سے تھوڑی سی دلچسپی بھی رکھنے والا یہ جانتا ہے کہ بلڈاگ اور بلڈ ہاؤنڈ کے مزاج کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ بعض حالات میں یہ اپنے مالک تک کو نہیں چھوڑتے۔"

فریدی نے معنی خیز انداز میں حمید کی طرف دیکھا۔ پھر داؤد کی طرف مڑ کر بولا۔

"آپ نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا۔ شکریہ! بات دراصل یہ ہے کہ میں اس معاملے کو باعزت طور پر ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک شریف خاندان کی رسوائی ہو۔ میں

دراصل مس عالیہ کو سمجھا بجھا کر صحیح راستے پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر وہ اس بات سے انکار کردیں کہ وہ سعید کو جانتی ہیں تو پھر یہ میرے بائیں ہاتھ کا کام ہوگا کہ میں سعید اور شاہد کی پرانی دشمنی ثابت کر کے سعید کو پھانسی کے تختے تک پہنچادوں۔"

میجر داؤد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ فریدی کی بات کا وزن پرکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

"جو دل چاہے کیجئے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "اب تو خاندان کی عزت خاک میں مل ہی چکی۔"

آسیب زدہ عمارت

میجر داؤد تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا خلاء میں گھورتا رہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اٹھتا ہوا بولا۔ "خیر! اچھا میں عالیہ کو بھیجتا ہوں۔"

وہ تھوڑی دور چلنے کے بعد پھر پلٹا۔ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر فریدی کو مخاطب کر کے بولا۔ "مگر وہ کتا کہاں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ کسی احمق پولیس افسر نے اسے اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ آخر اسے گولی کیوں نہیں ماردی گئی۔ میں اعلیٰ حکام کو اس کے متعلق لکھوں گا۔"

"وہ کتا دراصل میرے ہی پاس ہے۔" فریدی نے کہا۔

"آپ کے پاس؟ اس عقل مندی کا سبب؟"

"میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ سچ مچ پاگل ہے یا نہیں؟"

"بہت خوب۔" میجر داؤد طنزیہ انداز میں بولا۔ "پھر آپ کس نتیجے پر پہنچے۔"

"قطعی پاگل ہے۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "اور کل ہی اُسے رائفل کا نشانہ بنادیا جائے گا۔"

میجر داؤد کچھ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

"کیا خیال ہے۔" حمید بولا۔

"دلچسپ آدمی ہے۔" فریدی نے جیب سے سگار نکالتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے متعلق شبہے میں مبتلا ہوگیا ہوں۔"

"کیوں؟"

"اس کی گفتگو۔" حمید آہستہ سے بولا۔ "آخر آپ نے اس سے اتنے سارے جھوٹ کیوں بول ڈالے۔"

"آدمی ضدی اور چڑچڑا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "اس کی ہاں میں ہاں ملائے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"تو آپ کو اس پر شبہ نہیں ہے۔"

"میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"پھر آپ کیا کہہ سکتے ہیں۔" حمید جھلا کر بولا۔

"یہی کہ فضول بکواس کر کے دماغ خراب مت کرو۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ کوٹھی کی کھڑکیوں اور جالیوں میں روشنی دکھائی دینے لگی تھی۔ فریدی بنچ کی پشت سے ٹک کر سگار کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔

کچھ دیر بعد عالیہ آگئی۔ اس کے انداز سے ندامت ظاہر ہو رہی تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ کا سامنا چچا جان سے ہو گیا۔" عالیہ نے کہا۔

"کیوں.... بھلا اس میں افسوس کی کیا بات ہے۔" فریدی بولا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔" عالیہ نے کہا۔ "اگر اُن کی کوئی بات ناگوار گذری ہو تو اس کے لئے میں معافی چاہتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں.... میں سمجھتا ہوں۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "برسبیل تذکرہ! ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کے چچا کے صاحب زادے کہاں مل سکیں گے۔"

"اوہ.... وہ بیچارے.... چچا جان لاولد ہیں۔"

"بڑا افسوس ہوا.... آپ کا پائیں باغ بہت حسین ہے۔ اس کے گرد چہار دیواری بڑے سلیقے سے بنائی گئی ہے۔ یہ اس کا دوسرا پھاٹک کدھر کھلتا ہے؟"

"پرانی حویلی میں.... مگر یہ ہمیشہ بند ہی رہتا ہے۔" عالیہ نے کہا۔

"تو کیا پرانی حویلی بالکل خالی رہتی ہے؟ بیٹھ جائیے! کب تک کھڑی رہئے گا۔"

عالیہ بیٹھ گئی۔

"وہاں کوئی نہیں رہتا۔" اس نے کہا۔ "پرانی حویلی دراصل آسیب زدہ ہے۔"

"اوہ....!" فریدی چونک کر بولا۔ "لیکن آپ لوگ تو تعلیم یافتہ ہیں۔"

"میں بذاتِ خود آسیب و اسیب میں یقین نہیں رکھتی! مگر دوسرے گھر والے....!"

"خیر، خیر۔ چیز دلچسپ ہے۔" فریدی نے کہا۔"کیا آپ مجھے پرانی حویلی کی سیر کرنے کی اجازت دیں گی۔"

"ضرور ضرور! ٹھہریئے میں پیٹرومیکس لیمپ جلوا کر لاتی ہوں۔" عالیہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اس کے جانے کے بعد فریدی حمید سے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ مجرم نے اس کام کیلئے پرانی حویلی ہی کو استعمال کیا تھا۔ کیا خیال ہے؟"

"آپ میرا خیال پوچھ رہے ہیں۔" حمید اکتا کر بولا۔"اور میں سوچ رہا ہوں کہ آخر ان آسیب زدہ عمارتوں سے کب پیچھا چھوٹے گا۔ ہر کیس میں ایک نہ ایک بھوت گھر موجود رہتا ہے۔ واقعی ہم لوگ کسی جاسوسی ناول کے سراغ رساں ہو کر رہ گئے ہیں۔"

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں پرانی حویلی کے سلاخوں دار پھاٹک پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس پھاٹک کے ذریعے بہت آسانی سے کسی کتے کو تنگ کیا جاسکتا ہے۔"وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔

"مگر عالیہ تو کہتی ہے کہ کتا کھلا رہتا تھا۔ ضروری نہیں کہ وہ اس پھاٹک کے قریب بھی آتا رہا ہو۔" حمید نے کہا۔

"لیکن کیا تم گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھینک کر اسے پھاٹک کے قریب نہیں بلا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ مجرم نے یہی طریقہ اختیار کیا ہوگا اور پھر اسے تنگ کرنے کے لئے کوئی نوکدار چیز استعمال کی ہوگی۔"

"لیکن گھر ہی کا کوئی آدمی۔"

"پھر وہی حماقت۔" فریدی حمید کی بات کاٹ کر بولا۔"گھر کا کوئی آدمی ایسا کرنے کے بعد گھر میں رہ ہی نہیں سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو کتا اُسے کب چھوڑتا۔"

"میرا مطلب یہ ہے کہ گھر کا کوئی آدمی سازش میں ضرور شریک رہا ہے۔"

"ممکن ہے۔" فریدی نے آہستہ سے کہا وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر یک بیک حمید کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔"تم نے شاید ایک بات مارک نہیں کی۔ شاہد کے کمرے کے اس دروازے میں اندر کی طرف چٹخنی نہیں ہے، جو پرانی حویلی میں کھلتا ہے، اوہ.... تو اب ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ پرانی حویلی ضرور استعمال کی گئی ہے۔"

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عالیہ واپس آگئی۔

"لیمپ منگوایا ہے۔" عالیہ بولی۔ "لیکن والدہ صاحبہ پرانی حویلی کھولنے کی اجازت نہیں دیتیں۔"

"کیوں....!"

"وہی بھوتوں کا خیال۔"

"اوہ.... لیکن یہ ضروری ہے۔"

"والدہ صاحبہ آپ لوگوں کو منع کرنے کے لئے خود آرہی ہیں۔"

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک معمر عورت اُن کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

"والدہ صاحبہ۔" عالیہ آہستہ سے بولی۔ فریدی قدرے جھک کر پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"انسپکٹر صاحب! کیا حویلی میں جانا ضروری ہے۔" عالیہ کی ماں نے پوچھا۔

"قطعی ضروری ہے محترمہ۔" فریدی نے کہا۔ "آپ مطمئن رہئے۔ کوئی بھوت اُدھر نہیں آسکتا۔"

"یہ بات نہیں۔ میں کئی دن سے کچھ عجیب قسم کی آوازیں سن رہی ہوں۔"

"خوفناک آوازیں۔" حمید چونک کر بولا۔

"جی ہاں۔ وہ حویلی ہی کی طرف سے آتی معلوم ہوتی ہیں۔"

"کس قسم کی آوازیں۔" فریدی نے پوچھا۔

"یہ بتانا دشوار ہے۔ میں کس طرح بتاؤں۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ میں نے اس طرح کی آوازیں پہلے کبھی نہیں سنیں۔"

"کتنے عرصے سے آپ آوازیں سن رہی ہیں؟" فریدی نے پوچھا۔

"تقریباً پندرہ یا بیس یوم سے۔"

"اوہ....!" فریدی معنی خیز نظروں سے حمید کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں تو کہتی ہوں کہ اس معاملے کو طول دینا ہی فضول ہے۔" عالیہ کی ماں آہستہ سے بڑبڑائی۔ "یہ حرکت سعید کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ اس کا بیان قطعی غلط ہے کہ کسی اور نے وہ چاقو اس کی جیب میں ڈال دیا تھا۔"

"میں خود یہی سمجھتا ہوں۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "بہر حال میں اپنا اطمینان کر لینا چاہتا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس کے بغیر میری تفتیش نامکمل رہے گی۔"

"مگر عالیہ تو کہتی ہے کہ یہ کیس سرکاری طور پر آپ کو نہیں سونپا گیا بلکہ آپ اس کی درخواست پر اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"اب تو سرکاری ہی طور پر سمجھئے۔" فریدی نے کہا۔

عورت تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔"میں تو عالیہ سے تنگ آگئی ہوں۔ آخر میں اسے شرمندگی اٹھانی پڑے گی جسے یہ فرشتہ سمجھ رہی ہے وہ شیطان سے بھی بدتر ثابت ہوگا۔ خیر مجھے کیا کرنا ہے۔ جہاں اتنی بدنامی سہی ہے وہاں تھوڑی اور سہی۔"

تھوڑی دیر بعد ایک نوکر پیٹرومیکس لیمپ لے کر آگیا۔ فریدی نے اس کے ہاتھ سے لیمپ لے کر اسے واپس جانے کا اشارہ کیا۔

"تم بھی جاؤ۔" عالیہ کی ماں عالیہ کی طرف مڑ کر بولی۔

حمید نے آگے بڑھ کر پرانی حویلی کا پھاٹک کھولا۔ فریدی حمید اور عالیہ کی ماں پرانی حویلی کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی کبھی ایک پُر فضا پائیں باغ رہا ہوگا لیکن اب ہر طرف ویرانی نظر آرہی تھی۔ پائیں باغ کی چہار دیواری کافی بلند تھی۔ فریدی چند لمحے رک کر ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر عالیہ کی ماں کی طرف مڑا۔

"تو کیا آپ اندر چلیں گے۔" عالیہ کی ماں نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

وہ کچھ دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔ "تو ٹھہریئے.... میں کنجیاں لے آؤں۔"

فریدی اور حمید پھر تنہا رہ گئے۔ فریدی نے اس دوران میں چہار دیواری کے نیچے نیچے پورے پائیں باغ کا چکر لگا ڈالا۔

"چہار دیواری کافی اونچی ہے۔" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔"اور اس پر چاروں طرف شیشے کے ٹکڑے جڑے ہوئے ہیں لہٰذا اُدھر سے تو کسی کے آنے کے امکانات نہیں ہیں۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اس ویران باغ سے گذرنے والی شائیں شائیں کرتی ہوئی ہوا اور پُر اسرار ویرانی نے اس کے ذہن پر ایک بے نام سا خوف مسلط کر دیا تھا۔

فریدی نے بجھا ہوا سگار پھینک کر دوسرا سلگایا اور صدر دروازے پر نظریں جمائے ہوئے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عالیہ کی ماں واپس آئی۔ اس کے ساتھ میجر داؤد بھی تھا۔

''آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔'' وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

''میں نے کہا لگے ہاتھوں تھوڑا اطمینان اور کر لوں۔'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔

''کیسا اطمینان.... کس بات کا اطمینان۔'' میجر داؤد پھر گرجا۔

''میجر صاحب یہ نہ بھولئے کہ آپ کا ایک مہمان آپ ہی کے پائیں باغ میں پُر اسرار طریقے پر مارا گیا۔''

''پُر اسرار طریقے پر۔'' میجر داؤد چونک کر بولا۔ ''شاید آپ کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ ایک پاگل کتے کا شکار ہوا تھا اور جس کی وجہ سے کتے نے حملہ کیا تھا وہ اس وقت جیل میں ہے۔''

''مگر میں تو ایسا نہیں سمجھتا۔'' فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

''یعنی....!''

''یعنی یہ کہ وہ کتا پاگل نہیں ہے۔ اگر دنیا کا کوئی ڈاکٹر اُسے پاگل ثابت کر دے تو میں اپنا نام بدل دوں گا۔''

''سمجھا۔'' میجر داؤد سر ہلا کر معنی خیز انداز میں بولا۔ ''اچھی طرح سمجھ گیا بھلا کوئی کیس ہو جائے اور پولیس والے رشوت کا حساب کتاب لگائے بغیر شریفوں کا پیچھا چھوڑ دیں.... ناممکن۔''

فریدی اس ریمارکس پر بھی بدستور مسکراتا رہا لیکن حمید کے نتھنے پھڑکنے لگے۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔

''آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔'' وہ آگے بڑھ کر تلخ لہجے میں بولا۔

فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

''میں ابھی کمشنر کو فون کرتا ہوں۔'' میجر داؤد نے بگڑ کر کہا۔

''کمشنر نہیں بلکہ وزیر اعظم کو تار دے دیجئے۔'' حمید نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

''بھئی ان سب باتوں کی کیا ضرورت ہے۔'' عالیہ کی ماں گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔ پھر میجر داؤد کو شانے سے پکڑ کر پھاٹک کی طرف دھکیلنے لگی۔

''تم جاؤ.... جاؤ بھئی.... تمہیں ان سب باتوں سے کیا سروکار۔''

''سروکار۔'' میجر داؤد نے چیخ کر کہا۔ ''تم دونوں ماں بیٹی خاندان کی عزت کا جنازہ نکال دینے پر تل گئی ہو۔ میں ان ٹکڑ گدے پولیس انسپکٹروں کے آگے نہیں جھک سکتا۔''

"کیا کہا......!" حمید پھر میجر داؤد کی طرف جھپٹتے ہوئے بولا۔ "جسے تم ٹکڑ گدا کہہ رہے ہو وہ تُم جیسوں کو خرید کر مفت بانٹ سکتا ہے۔"

"حمید....!" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔ پھر میجر داؤد کی طرف جھک کر بولا۔ "آپ اس کی باتوں کا بُرا نہ مانئے گا....اس کا خون ذرا گرم ہے۔"

"آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا۔" عالیہ کی ماں پُر ندامت لہجے میں بولی۔ "بات دراصل یہ ہے کہ....!"

"مجھے معلوم ہے کہ ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔" فریدی۔نے آہستہ سے کہا۔

"جی ہاں....جی ہاں۔"

عالیہ کی ماں نے صدر دروازے کی کنجی فریدی کو دے دی۔ فریدی آگے بڑھ کر تالا کھولنے لگا جو بہت زیادہ زنگ آلود تھا۔

"یہ کب سے نہیں کھولا گیا۔" اس نے مڑ کر پوچھا۔

"چھ یا سات ماہ ہوگئے۔" عالیہ کی ماں نے کہا۔

تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد تالا کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی گندی اور بدبودار ہوا کا جھونکا اُمڈ پڑا۔ جس میں ابابیلوں اور چمگادڑوں کی بیٹ کی بو شامل تھی۔

حمید نے جلدی سے ناک پر رومال رکھ لیا۔ فریدی لیمپ اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

پھر وہ ایک راہداری سے گذرتے ہوئے صحن میں آئے، جو اونچی اونچی دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ مغرب کی طرف ایک وسیع دالان تھا جس کے اونچے اونچے محراب خشک بیلوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"مجھے اس حصے میں لے چلئے۔" فریدی عالیہ کی ماں کی طرف مڑ کر بولا۔ "جس کا ایک دروازہ شاہد مرحوم کے رہائشی کمرے میں کھلتا ہے۔"

عالیہ کی ماں چونک پڑی۔ وہ تھوڑی دیر تک تحیر آمیز نظروں سے فریدی کی طرف دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔۔

"چلئے۔"

وہ انہیں دالان میں لے آئی اور ایک دروازے کی طرف اشارہ کر کے ایک طرف کھڑی

ہو گئی۔ فریدی نے لیمپ اونچا کیا۔ دروازے میں ایک زنگ آلود تالا لٹک رہا تھا۔ فریدی ایک اسٹول گھسیٹ کر اس پر چڑھ گیا اور لیمپ کو تالے کے قریب لے جا کر کچھ دیکھنے لگا۔ دفعتاً اس کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ نیچے اتر آیا۔

"کیا بات ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ اس کی نظریں سرعت سے دالان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اچانک انہیں اپنی پشت پر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

میجر داؤد منہ میں ایک بھدا سا پائپ دبائے اپنی چھوٹی چمکیلی آنکھوں سے فریدی کو گھور رہا تھا۔

"کہئے جناب تفتیش فرما چکے۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"ارے تم پھر آگئے۔" عالیہ کی ماں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔" میجر داؤد کے لہجے میں سختی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک فریدی کو گھورتا رہا پھر منہ سے پائپ نکال کر پُر وقار انداز میں اس کی طرف بڑھا۔

"تم یقیناً پاگل ہو گئے ہو۔" اس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا اور لیمپ زمین پر رکھ کر سگار سلگانے لگا۔

"خدا کے لئے تم چلے جاؤ۔" عالیہ کی ماں بولی۔

"ایسا نہ کہئے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میجر صاحب کی موجودگی ہمارے لئے باعث برکت ہے۔"

"تم مجھے بیوقوف بنا رہے ہو۔" میجر داؤد چیخا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میجر صاحب۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "واقعی میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو۔"

"اصل مجرم کو گرفتار کرنا۔"

"تو اصلی مجرم یہ ہیں۔" میجر عالیہ کی ماں کی طرف اشارہ کر کے پاگلوں کی طرح چیخا۔ "جنہوں نے عالیہ کو لاڈ اور پیار میں خراب کر دیا۔ اصلی مجرم عالیہ کا باپ ہے جس نے عالیہ کی بے راہ روی پر اسے تنبیہہ نہ کی۔"

"بکواس بند کرو۔" عالیہ کی ماں اتنے زور سے چیخی کہ اس کی آواز بھرا گئی اور پھر وہ بے تحاشہ چیختی ہی رہی، جو کچھ زبان میں آرہا تھا پاگلوں کی طرح بکے جا رہی تھی۔ فریدی نے بدقت تمام اُسے خاموش کرایا۔ میجر داؤد اس طرح مسکرا رہا تھا جیسے اس کی بھاوج ابھی تک اس کی شان میں قصیدہ پڑھتی رہی ہو۔

"واقعی یہ مکان آسیب زدہ معلوم ہوتا ہے۔" حمید تھوڑی دیر بعد بولا۔

"ہشت....!" فریدی نے لیمپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے والے زینوں کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"یہ زینے۔" اس نے عالیہ کی ماں سے پوچھا

"اوپری منزل کے ہیں۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ وہ ابھی تک میجر داؤد کو گھور رہی تھی۔

فریدی زینوں کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے میں سب اوپری منزل کی طرف جا رہے تھے۔

اوپری منزل پر دو تین کمرے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ دوسری طرف بھی تھا، جو کھلا ہوا تھا اور اس دروازے کے سامنے ایک چھوٹا سا چھجا تھا۔ جس کے چاروں طرف لوہے کا جنگلا لگا ہوا تھا۔ عین چھجے کے نیچے ایک بڑا سا گنجان شاخوں والا درخت تھا۔

فریدی چھجے پر کھڑا ہو کر لیمپ کی روشنی میں ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"کیا یہ دروازہ کھلا ہی رہتا ہے۔" اُس نے مڑ کر پوچھا۔

"اس کے متعلق میں کچھ نہیں بتا سکتی۔" عالیہ کی ماں نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ شاید ابھی تک اس کا موڈ ٹھیک نہیں ہوا تھا۔

دفعتاً چڑچڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور فریدی ایک چیخ کے ساتھ لیمپ سمیت نیچے چلا گیا۔ پھر ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا۔ ساتھ ہی دوسری طرف میدان میں ایک تیز قسم کی روشنی کا جھماکا سا ہوا.... اور پھر.... وہی تاریکی اور لامحدود سناٹا۔

شاخ میں خنجر

حمید بے تحاشہ چیخ کر چھجے کی طرف بڑھا اگر پشت سے میجر داؤد کی ٹارچ کی روشنی اس کی

آنکھیں نہ کھول دیتی تو شاید اس کا بھی وہی حشر ہوتا جو فریدی کا ہوا کیونکہ چھجے کا ایک بڑا سا پتھر ٹوٹ کر نیچے گر چکا تھا اور اب اس کی جگہ ایک بہت بڑی سی خلا تھی۔ ایک بار پھر حمید کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ اُس نے پلٹ کر میجر داؤد کے ہاتھ سے ٹارچ چھین لی اور نیچے کی طرف بھاگا۔

میجر داؤد کی گرجدار آواز تاریک عمارت میں گونج رہی تھی۔ "اسی لئے منع کر رہا تھا۔"

حمید گرتا پڑتا بھاگا جا رہا تھا۔ پائیں باغ میں پہنچ کر اس نے ادھر اُدھر روشنی ڈالی لیکن یہاں دوسری طرف پہنچنے کا کوئی راستہ نہ تھا

وہ پھاٹک سے گذرتا ہوا نئی عمارت کے پائیں باغ میں آیا۔ اب وہ اپنی پوری قوت سے دوڑ رہا تھا۔ راستہ میں عالیہ نے اسے روکنا چاہا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اس وقت ہوش ہی میں نہیں تھا۔

نئی عمارت کا چکر لگا کر وہ پرانی حویلی کی پشت پر پہنچا۔ چھجے کے نیچے ٹوٹا ہوا پیٹرو میکس لیمپ پڑا ہوا تھا۔ لیکن فریدی۔ اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ حمید دیوانہ وار اس کا نام لے کر چیخنے لگا۔ مگر جواب ندارد۔ آہستہ آہستہ اس کی چیخوں میں ضبط گریہ کی کپکپاہٹ بھی شامل ہو گئی، لیکن بے سود۔ پھر وہ پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑنے لگا۔ اتنے میں میجر داؤد وغیرہ بھی کئی نوکروں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں لالٹینیں تھیں۔

بدقت تمام انہوں نے حمید کو روکا۔

"لاش کیا ہوئی۔" میجر داؤد پر سکون لہجے میں بولا۔

"لاش....!" حمید بے اختیارانہ انداز میں اس کا گریبان پکڑ کر چیخا۔ پھر اس نے میجر داؤد کو دھکا دیا اور وہ پیچھے کی طرف الٹ گیا۔

"بتاؤ فریدی کہاں ہے۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخا۔ "ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔"

دفعتاً چھجے کے نیچے والے درخت میں کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور کوئی زمین پر کودا۔

لالٹینیں اٹھیں اور حمید نے دفعتاً دیوانوں کی طرح قہقہہ لگایا۔

"ارے آپ۔"

"بیہوش ہونے کی ضرورت نہیں۔" فریدی اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ اس کی پیشانی سے خون بہہ بہہ کر چہرے پر پھیل رہا تھا۔

پھر ایک عجیب سی خاموشی طاری ہو گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ میجر داؤد زمین سے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑ رہا تھا اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں فریدی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"دیکھ لیا ضد کا انجام۔" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔

"میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ یہاں سے چلے جائیے۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں چلا جاؤں.... کیوں.... یہ میرا مکان ہے.... میری زمین ہے۔"

"چلے جاؤ۔" دفعتاً فریدی گرج کر بولا۔ "آپ سب جا سکتے ہیں۔"

عالیہ اور اس کی ماں میجر داؤد کو سمجھا بجھا کر وہاں سے لے گئیں۔ فریدی نے ایک نوکر کے ہاتھ سے لالٹین لے لی۔

"اور یہ خون۔" حمید تھوڑی دیر بعد فریدی کی پیشانی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"فی الحال اسے بھول جاؤ۔" فریدی نے کہا اور حمید کے ہاتھ سے ٹارچ لے کر درخت کی گنجان شاخوں میں روشنی ڈالنے لگا۔

ٹارچ کی روشنی ایک بڑے سے خنجر کے گرد دائرہ بنا رہی تھی، جو ایک موٹی سی شاخ میں پیوست تھا۔

"خنجر۔" حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔

فریدی نے ٹارچ حمید کے ہاتھ میں دے دی اور خود جوتے اتار کر درخت پر چڑھنے لگا۔ حمید خنجر پر روشنی ڈال رہا تھا۔ فریدی نے جیب سے رومال نکال کر خنجر پر ڈال دیا اور پھر اسے شاخ سے نکالنے کے بعد رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا۔

درخت سے اُتر کر وہ چھجے کے نیچے آ گیا۔

"لالٹین ادھر لاؤ۔" اس نے حمید سے کہا۔

تھوڑی دیر تک وہ چھجے کے ٹوٹے پتھر کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور سوچ میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے حمید کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا کہ وہ ہاتھ آ کر نکل گیا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"کون۔"

"مجرم۔ اُسی نے تجھے کا پتھر بیچ سے توڑا تھا اور پھر اس درخت پر بیٹھا میری موت کا انتظار کرتا رہا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔" حمید نے کہا۔ پھر سوچ کر بولا۔ "میں نے میجر کے متعلق اپنے شبہے کا اظہار کر کے غلطی نہیں کی تھی۔"

"میں اب بھی اس کے متعلق وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔" فریدی نے کہا۔

"بظاہر میجر کی حرکتیں ایسی ہیں کہ انہیں کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔"

فریدی لالٹین لے کر پھر درخت کے تنے کی طرف آیا۔

"دیکھو یہ پیر کے نشانات۔" اس نے آہستہ سے کہا اور نشانات دیکھتا ہوا ایک طرف چلنے لگا۔ دفعتاً اس نے لالٹین زمین پر رکھ دی اور کچھ سوچنے لگا۔

"بیسود ہے۔" اس نے کہا۔ "یہاں زمین کچھ سخت ہے آگے نشانات نہیں مل سکتے۔"

"مگر وہ خنجر۔"

"ٹھہرو!" فریدی ایک طرف بڑھتا ہوا بولا۔ لالٹین کی روشنی میں حمید نے دیکھا کہ وہ جھک کر کوئی چیز اٹھا رہا ہے۔ یہ ایک لفافہ تھا۔ حمید بے تابانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا۔ لفافے پر تازہ خون کے دھبے تھے، اور اس پر عالیہ کا پتہ لکھا ہوا تھا۔

"اوہ یہ تو میرا ہی خون ہے۔" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔

دوسرے لمحے میں وہ لفافے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر لالٹین کی روشنی میں پڑھ رہا تھا۔

"عالیہ ڈارلنگ!

یہ بہت بُرا ہو رہا ہے۔ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ ذرا جرأت سے کام لو۔ اگر تم چاہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ورنہ میری زندگی محال ہے۔ میں خودکشی کر لوں گا یا شاہد کو مار ڈالوں گا۔ خدارا کچھ کرو.... بہت جلد....

تمہارا سعید۔"

"اوہ....!" حمید چونک کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور فریدی لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

"تو شاہد کو مار ڈالنے کی نیت تھی۔" حمید نے کہا۔

"دیکھو یہ خون بھری انگلیوں کے نشانات۔" فریدی نے لفافہ حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

حمید تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

"میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔"

"اب معاملہ بالکل صاف ہے۔" فریدی نے کہا۔ "مجرم اسی خط کے لئے اس وقت یہاں آیا تھا۔ یعنی خط چرانے کی نیت سے۔ اتفاقاً شاید اُسے یہ معلوم ہو گیا کہ میں یہاں موجود ہوں اور پرانی حویلی دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ تو صاف ہے کہ وہ اسی درخت کے ذریعے حویلی میں داخل ہوا کرتا ہے۔ اس نے سوچا کیوں نہ میرا صفایا ہی کر دے۔ لہٰذا وہ چھجے کا پتھر توڑ کر درخت پر اتر گیا اور وہاں چھپا بیٹھا رہا۔ اُسے توقع تھی کہ میں چھجے سے گر کر سیدھا زمین پر پہنچوں گا۔ مگر یہ بھی ایک اتفاق تھا کہ درخت کی ایک شاخ میرے ہاتھ میں آگئی اور اس نے اپنی سکیم ناکام ہوتے دیکھ کر مجھ پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ یہاں بھی قدرت مہربان تھی۔ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو شاید تم اس وقت میری لاش دیکھتے۔ اس نے تو اپنی دانست میں کامیابی حاصل کر ہی لی تھی۔ لہٰذا فوراً ہی کود بھاگا۔ میں دراصل اس وقت نیم بیہوشی کی حالت میں تھا۔ ایک تو اوپر سے اچانک گرنا اور پیشانی کی چوٹ! مجھے اسی بات پر حیرت ہے کہ میں ایسی حالت میں اتنی دیر تک شاخوں سے کس طرح پٹا رہ گیا اور اسے لکھ لو کہ یہ وہی تھا جس نے شاہد کا سوٹ چرایا تھا۔ میں نے اس تالے کو بغور دیکھا ہے، جو شاہد کے کمرے والے دروازے پر پڑا ہوا ہے۔ وہ زنگ خوردہ ضرور ہے لیکن قریب سے دیکھنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسی نے مٹی کا تیل ڈال کر اس کے اندر کی صفائی کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"مگر یہ خط۔"

"ہاں وہ اسے چرانے کے لئے آیا تھا تاکہ سعید کے خلاف ایک ثبوت اور مہیا ہو سکے! یہ خط اس کے لئے بہت زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں سعید نے شاہد کو مار ڈالنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔"

"ہو گا۔" حمید نے کہا۔ "میں تو ابھی تک اُسی نظریئے پر قائم ہوں کہ خود عالیہ ہی نے ان دونوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور اس وقت یہ خط والی چال اُن دونوں کے تابوت میں آخری کیل معلوم ہوتی ہے۔"

"بھلا وہ کس طرح؟"

"عالیہ جانتی تھی کہ آپ اس وقت آئیں گے۔ لہٰذا اس نے پہلے ہی سے ان سب حرکتوں کا انتظام کر لیا تھا۔"

"پھر کہوں گا کہ تم ایک عظیم الشان احمق ہو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اگر یہی بات ہوتی تو وہ سوٹ غائب ہو جانے والا واقعہ خود نہ بتاتی کیونکہ شاہد کے نوکر کا بیان پہلے ہی قلم بند کیا جا چکا ہے اور اس میں اس کا تذکرہ نہیں تھا۔"

"چلئے یہ بھی سہی۔" حمید نے کہا۔ "یہ بتائیے کہ آخر اس کے نوکر نے اتنے دنوں کے بعد یہ بات کیوں ظاہر کی۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ محض اس کی سادہ لوحی اور آقا پرستی کی جبلت کی بناء پر ہو تو اس نے خود سے یہ بات کبھی ظاہر نہ کی ہو گی۔ عموماً قاعدہ ہے کہ لوگ مرنے والوں کی شان میں ان کے بعد بڑے بڑے قصیدے پڑھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے سامنے اسی قسم کی گفتگو ہو رہی ہو اور اس نے مرنے والے کی وضعداری پر بھی روشنی ڈال دی ہو کہ اس نے محض اخلاقاً اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ اس کا سوٹ کسی نے چرا لیا تھا.... خیر چھوڑو اس بحث کو۔ آؤ چلیں۔"

دونوں پرانی حویلی سے نئی عمارت کی طرف روانہ ہو گئے۔

"ذرا ٹھہریئے۔" حمید بولا۔ "آخر یہ زخم۔"

فریدی کوئی جواب دیئے بغیر چلتا رہا۔ شاید وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس کی پیشانی سے ابھی تک خون رس رہا ہے۔ نئی عمارت کے برآمدے میں گھر کے سارے ملازم اور دونوں ماں بیٹی انتہائی سراسیمگی کے عالم میں کھڑی تھیں۔ فریدی کو دیکھتے ہی دونوں مضطربانہ انداز میں اس کی طرف بڑھیں۔

"عالیہ ڈاکٹر کو فون کرو۔" عالیہ کی ماں نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔" فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "زخم گہرا نہیں ہے۔ میں خود ٹھیک کر لوں گا۔"

"یہ آخر ہوا کیسے۔"

"بارجے کا پتھر ٹوٹ گیا تھا۔"

"پتھر ٹوٹ گیا تھا۔" بوڑھی متحیر ہو کر بولی۔

"جی ہاں اور اگر وہ درخت نہ ہوتا تو میں کہیں اور پایا جاتا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا تو اندر چلئے۔ جلدی کیجئے۔" عالیہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "میں آپ کی پیشانی کی ڈریسنگ کروں۔"

تھوڑی دیر بعد جب عالیہ غسل خانے میں فریدی کی پیشانی پر پٹی باندھ رہی تھی فریدی نے اس سے پوچھا۔

"سعید کبھی کبھی آپ کو خط لکھتا رہا ہوگا۔"

"اکثر۔"

"اس نے آخری خط آپ کو کب لکھا تھا۔"

عالیہ کچھ سوچنے لگی۔

"اتنا تو یاد نہیں۔" عالیہ کچھ دیر بعد بولی۔ "البتہ اتنا بتا سکتی ہوں کہ یہ بات دعوت سے پہلے کی ہے۔"

"کیا آپ مجھے وہ خط دے سکتی ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"اوہ...!" وہ کچھ گھبرا سی گئی۔ "بات.... یہ ہے.... بات یہ ہے کہ.... میں نے اُسے جلا دیا تھا۔"

"آپ کو اچھی طرح یاد ہے۔"

"جی.... جی ہاں.... اچھی طرح۔"

فریدی نے جیب سے وہ لفافہ نکال کر عالیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ عالیہ پٹی باندھ چکی تھی۔

"یہ کیا۔" عالیہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"اس کے اندر وہ خط موجود ہے۔" فریدی نے پُر سکون لہجے میں کہا۔

عالیہ نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے خط نکالا اور بے اختیار چیخ پڑی۔

"نہیں! نہیں۔ آپ اس خط سے سعید کو مجرم نہیں ثابت کر سکتے۔"

"کیوں؟"

"اس نے محض دھمکی دی تھی۔ اس نے ایسا نہیں کیا۔ ہر گز نہیں کیا۔"

عالیہ خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر اچانک زردی چھا گئی تھی۔

"میں.... میں.... دراصل۔" وہ تھوک نگلتی ہوئی بولی۔ "میں آپ کو یہ خط نہیں دینا

چاہتی تھی۔"

"خیر.....!" فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے یہ خط رکھا کہاں تھا۔"

"اپنے سونے کے کمرے میں۔"

"کیا اُس میں کوئی ایسا دروازہ ہے، جو پرانی حویلی میں کھلتا ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں.... کیوں؟" عالیہ چونک کر بولی۔

"یونہی میں ذرا وہ کمرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"چلئے۔"

عالیہ فریدی کو اپنے سونے کے کمرے میں لے آئی۔ لیکن دروازہ کھولتے ہی وہ چونک کر پیچھے ہٹ گئی۔ پرانی حویلی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور فرش پر شیشے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ کمرے میں تین سوٹ کیس تھے جن کی ساری چیزیں کسی نے فرش پر بکھیر دیں تھیں۔ عالیہ تھوڑی دیر تک کمرے کی ابتری کو متحیرانہ انداز میں دیکھتی رہی پھر فریدی کی طرف مڑ کر بولی۔

"تو کیا آپ۔"

"آپ غلط سمجھیں؟" فریدی آگے بڑھ کر بولا۔ وہ تھوڑی دیر تک فرش پر جھکا ہوا کچھ دیکھتا رہا پھر اٹھ کر آہستہ سے بولا۔ "کسی نے دروازے کا شیشہ توڑ کر چٹخنی گرائی ہے۔"

"کس نے۔"

"وہی جس نے بارجے کا پتھر توڑ کر مجھے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔"

"پتھر توڑ کر.... میں کچھ نہیں سمجھی۔"

"وہ اُسی خط کو چرانے کے لئے آیا تھا۔ مجھے یہاں دیکھ کر اس نے سوچا کہ کیوں نہ مجھ پر بھی ہاتھ صاف کرتا چلے۔"

"کون ہو سکتا ہے۔" عالیہ اس طرح بولی جیسے خود سے باتیں کر رہی ہو۔

دوسرا حملہ

"یہ تو آپ ہی سوچ کر بتایئے۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ "کسی ایسے آدمی کا نام جو شاہد

اور سعید دونوں کو ناپسند کرتا رہا ہو۔"

عالیہ چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔

"شاہد سے تو کوئی یہاں واقف ہی نہیں تھا اور سعید کے جاننے والوں کو میں نہیں جانتی۔"

"آپ نے اُس دن دعوت میں شرکت کرنے والوں کی لسٹ مجھے دی تھی۔" فریدی نے کہا۔ "کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ بالکل مکمل ہے۔"

"جی ہاں۔"

"ان میں سے کسی پر شبہ ہے آپ کو۔"

عالیہ کچھ سوچنے لگی۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کا کوئی پرانا دوست۔" فریدی چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔

عالیہ پہلے تو اُسے غیر جذباتی طور پر دیکھتی رہی پھر اچانک اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ سے مدد لے کر غلطی کی۔" عالیہ خشک لہجے میں بولی۔

"کیا آپ مجھے اپنے خاص خاص دوستوں کے نام اور پتے عنائت کریں گی؟" فریدی نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں۔" عالیہ نے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

فریدی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ وہ بھی فوراً اٹھا اور اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"سنئے تو سہی۔" فریدی نے برآمدے میں پہنچ کر اُسے روکا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو کچھ نہ بتا سکوں گی۔" عالیہ نے ترشروئی سے کہا۔ "میں انہیں اپنا بیان دے چکی ہوں، جو سرکاری طور پر اس کیس کی تفتیش کر رہے ہیں، لیکن ٹھہریئے! ابھی تک آپ کو جو تکلیف اٹھانی پڑی ہے اس کا معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"معاوضہ.... شش شش.... تو گویا آپ مجھے رشوت دے کر میرا منہ بند کرنا چاہتی ہیں۔"

"رشوت.... کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ ابھی تک حالات آپ ہی کے خلاف ثابت ہو رہے ہیں۔"

"سمجھی! آپ مجھ پر شبہ کر رہے ہیں۔" عالیہ چراغ پا ہو کر بولی۔ "خیر مجھے اس کی پرواہ

نہیں۔" اور پھر عالیہ فریدی اور حمید کو برآمدے میں تنہا چھوڑ کر دوسری طرف چلی گئی۔

"یہ اچانک کیا ہو گیا۔" حمید متحیرانہ لہجے میں بولا۔

"آؤ چلیں۔" فریدی اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھتا ہوا بولا۔

کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر فریدی نے حمید سے کہا۔ "میں پرانی حویلی کی پشت پر تمہارا انتظار کروں گا۔ تم اس کتے کو گھر سے لے آؤ۔"

"کس کتے کو۔" حمید چونک کر بولا۔

"عالیہ کا بلڈ ہاؤنڈ۔"

"یعنی.... یعنی.... مم....!" حمید ہکلایا۔

"جلدی کرو۔"

"کمال کیا آپ نے وہ خونی کتا۔"

"یار تم سے تو میں عاجز آ گیا ہوں۔ آخر مرے کیوں جاتے ہو۔"

"جناب والا، میں اس لئے مرا جا رہا ہوں کہ کسی پاگل کتے کا شکار ہو کر مرنا پسند نہیں کرتا۔"

"بکو مت! وہ پاگل نہیں ہے۔"

"آ گئی شامت۔"

"جلدی کرو حمید یہ مذاق کا وقت نہیں۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔" حمید بیزاری سے بولا۔ "اپنے حق میں دعائے مغفرت کا وقت ہے۔"

"جاؤ....!" فریدی نے اس کی گردن پکڑ کر اُسے کار کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "اگر واقعی تمہاری جان نکل رہی ہے تو اپنے ساتھ حامد کو بھی لیتے آنا۔"

حمید نے جھلا کر کار کا دروازہ بند کیا اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔

فریدی تھوڑی دیر تک سڑک کے کنارے کھڑا رہا۔ اس کا ذہن بہت تیزی سے سوچ رہا تھا۔ عالیہ نے اسے جو مہمانوں کی لسٹ دی تھی اس میں قریب قریب سب ہی نام معمر قسم کے لوگوں کے تھے۔ ان میں سے اسے ایک بھی ایسا نظر نہ آیا جسے وہ عالیہ کا پرانا آشنا سمجھ سکتا۔

وہ بجھا ہوا سگار پھینک کر پرانی حویلی کے عقبی میدان کی طرف مڑ گیا۔ میجر داؤد کی ٹارچ اب تک اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی تھی۔

بارجے کے نیچے والے درخت کے قریب پہنچ کر اچانک اس نے محسوس کیا کہ وہ تاریک میدان میں تنہا نہیں ہے۔

ٹھیک بارجے کے نیچے جہاں پتھر ٹوٹ کر گرا تھا ایک تاریک سایہ بے حس و حرکت کھڑا نظر آیا۔ فریدی نے دوسرے ہی لمحے میں درخت کے موٹے تنے کی اوٹ لے لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سایہ بارجے کے نیچے سے ہٹ کر درخت کے نیچے آگیا۔ اب فریدی سے اس کا فاصلہ بمشکل دو گز رہا ہوگا۔ فریدی اس کی تیز تیز سانسوں کو بخوبی سن رہا تھا۔ لیکن تاریکی اتنی گہری تھی کہ وہ اس کے خدوخال نہ دیکھ سکا اور پھر جب وہ میدان سے نئی عمارت کی طرف مڑا تو ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی اس کے قریب سے نکل گئی۔ کار کی ہیڈ لائیٹس کی روشنی ایک پل کے لئے اس کے چہرے پر پڑی تھی اور فریدی یک بیک چونک پڑا تھا۔ یہ میجر داؤد تھا۔ فریدی بدستور اپنی جگہ پر کھڑا میجر کے قدموں کی دور ہوتی ہوئی آوازیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر تک وہاں یونہی بے مقصد کھڑے رہنے کے بعد وہ پھر سڑک پر آگیا۔ اس کے ذہن میں بے شمار خیالات آپس میں گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے۔ اس کیس کے سلسلے میں ابھی تک جتنے لوگوں کو اس نے قابل اعتنا سمجھا تھا وہ سب کے سب اُسے مشتبہ معلوم ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد پھر اسے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں۔ غالباً اس بار پھر میجر داؤد ہی پرانی حویلی کے عقبی میدان کی طرف جا رہا تھا۔ مگر اب وہ خالی ہاتھ نہیں تھا۔ ایک ہاتھ میں اس نے چھوٹی سی کدال سنبھال رکھی تھی اور دوسرے میں کوئی چیز لٹکائے ہوئے تھا۔

فریدی دبے پاؤں اس کا تعاقب کرنے لگا۔

میجر داؤد میدان کے جنوبی کنارے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ یہاں سے کچھ دور تک پرانے زمانے کی عمارت کے کھنڈرات پھیلے ہوئے تھے اور پھر جنگلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

میجر تھوڑی دیر کھڑا ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر کھنڈر میں داخل ہو گیا۔ فریدی درختوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے اُدھر جھپٹا اور جب اس نے ایک گری ہوئی دیوار کے ملبے کے پیچھے سے سر ابھارا تو میجر داؤد اسے زمین کھودتا ہوا نظر آیا۔ پھر اس نے کوئی چیز گڑھے میں رکھ کر زمین برابر کر دی۔

اس کے چلے جانے کے تقریباً پانچ منٹ بعد فریدی اوٹ سے نکل کر اسی جگہ آیا جہاں میجر نے کوئی چیز دفن کی تھی۔ اس نے مٹی ہٹانی شروع کی اور پھر چند لمحوں کے بعد اس کے ہاتھ میں

ایک تھیلا جھول رہا تھا۔ فریدی جیب سے ٹارچ نکال کر اس کے اندر رکھی ہوئی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے اس تھیلے کو دوبارہ دفن کر کے مٹی برابر کر دی۔ وہ اُٹھ رہا تھا کہ اسے کسی کتے کی آواز سنائی دی۔ جو انتہائی جوش و خروش کے ساتھ بھونک رہا تھا۔ آواز قریب ہی آ رہی تھی۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی وزنی چیز گھسیٹی جا رہی ہو۔

فریدی آواز کی طرف دوڑا۔ بارجے کے قریب والے درخت کے نیچے حمید عالیہ کے بلڈ ہاؤنڈ کی زنجیر تھامے خود ہی اس کے ساتھ گھسٹ رہا تھا۔

کتا دراصل آزاد ہونے کے لئے زور لگا رہا تھا۔ قبل اس کے کہ فریدی درخت تک پہنچتا بلڈ ہاؤنڈ حمید کو درخت سے کافی دور تک گھسیٹ لے گیا۔

فریدی نے جھپٹ کر زنجیر حمید کے ہاتھ سے لے لی۔ کتے نے اب اپنی ہی جگہ پر اچھلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔

حمید بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"یہاں پہنچتے ہی گویا سالے کا دماغ خراب ہو گیا۔" حمید اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

آہستہ آہستہ کتا پر سکون ہوتا گیا لیکن وہ اب بھی بار بار زمین سونگھ رہا تھا۔

"دماغ نہیں خراب ہو گیا بلکہ اس وقت یہ تم سے بھی زیادہ عقلمند ثابت ہو رہا ہے۔" فریدی نے کہا۔

کتا تھوڑی دیر تک زمین سونگھتا رہا پھر یکا یک اس میں پہلا سا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

فریدی نے زنجیر ڈھیلی چھوڑ دی اور کتے کے ساتھ دوڑنے لگا۔

"ارے.... ارے۔" حمید بوکھلا کر بولا۔

"آؤ.... میرے ساتھ آؤ۔" فریدی پلٹ کر بولا۔

حمید بے بسی سے فریدی کے ساتھ دوڑنے لگا۔

"آخر یہ کیا حماقت ہے۔"

"حماقت۔" فریدی نے کہا۔ "برخوردار یہ ہمیں مجرم کے پاس لے جا رہا ہے۔ مجھ پر حملہ کرنے والا وہی تھا جس نے شاہد کا سوٹ چرا کر اس کو تنگ کیا تھا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ اس

کے پیروں کے نشانات سونگھ رہا ہے۔"

کتا پھر رک کر زمین سونگھنے لگا۔ اس بار اس نے سر اٹھا کر ایک ہلکی سی آواز نکالی اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دو تین منٹ گذر گئے لیکن کتا اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔

"پھاوڑا لاؤں۔" حمید سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں؟" فریدی چونک کر بولا۔

"مجرم شاید زمین کے نیچے چلا گیا۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔

"بکو مت۔" فریدی نے زمین پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ آگے بڑھتے بڑھتے یک بیک ایک جگہ جم کیوں جاتا۔"

"تم سے سنجیدگی کی امید فضول ہے۔" فریدی زمین کی طرف جھک کر دیکھتا ہوا بولا۔

وہ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں رہا پھر سیدھا کھڑا ہو کر زمین پر ٹارچ کی روشنی ڈالتا ہوا ایک طرف چلنے لگا۔

"غالباً اب آپ کسی سرنگ کا دہانہ تلاش کر رہے ہیں۔" حمید نے اسے پھر چھیڑا۔ "بات ہے بھی ٹھیک، جب آپ نے کتے کی رہبری قبول کر لی تو پھر کسی بات کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔"

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔

حالانکہ حمید نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کسی موٹر کے پہیوں کے نشانات پر چل رہا ہے اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ جہاں تک مجرم پیدل آیا کتے نے اس کے پیروں کے نشانات سونگھ سونگھ کر ان کی رہنمائی کی اور جہاں سے وہ موٹر پر سوار ہوا کتا بھی بے بس ہو گیا۔ لیکن اسے اس وقت فریدی کو چھیڑنے میں خاصا لطف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ سخت مٹی کی ہموار سطح والی زمین پر چل رہے تھے۔ پہیوں کے نشانات زیادہ گہرے نہیں تھے۔ لیکن ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ زیادہ دیر کے نہیں ہیں۔

"جناب والا۔" حمید نے کہا۔ "آخر کہاں تک سر ماریئے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہم کم و بیش میل ڈیڑھ میل چل چکے ہیں۔ اگر نشانات کا سلسلہ براہِ راست قیامت سے جا ملا تو کیا کریں گے۔"

فریدی نے پھر زمین پر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ اچانک شمال کی طرف سے ایک فائر ہوا اور کتا

اچھل کر دور جا گرا۔ فریدی ٹارچ بجھا کر تیزی سے زمین پر لیٹ گیا۔ حمید نے بھی اضطراری طور پر اس کی تقلید کی۔ کتا زمین پر تڑپ رہا تھا۔ اندھیرے میں اس کے وزنی جسم کی پھڑ پھڑاہٹ صاف سنائی دے رہی تھی مگر اس کے منہ سے کسی قسم کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ ایک فائر اور ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد حمید نے کچھ دور پر کسی کے تیز قدموں کی آواز سنی، جو بہت سرعت کے ساتھ دور ہوتی جا رہی تھی۔ شاید کوئی دوڑ رہا تھا۔

"فریدی صاحب۔" حمید نے کچھ دیر بعد آہستہ سے پکارا۔ مگر جواب ندارد۔ اس نے پھر پکارا اور پھر بتدریج اس کی آواز تیز ہوتی گئی۔ پھر وہ بے تابانہ انداز میں کھڑا ہو کر چاروں طرف دوڑنے لگا۔ فریدی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

حمید کی پریشانی بڑھ گئی لیکن پھر یہ سوچ کر اطمینان سا ہو گیا کہ اگر دوسری گولی فریدی کے لگی ہوتی تو وہ بھی یہیں کہیں ہوتا۔

حمید بھی اسی سمت دوڑنے لگا جدھر اس نے قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔ وہ نہ جانے کب تک دوڑتا رہا پھر اچانک اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا اور وہ رک گیا۔ بھلا اس طرح بے مقصد دوڑتے رہنے سے کیا فائدہ؟

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے۔ وہ ایک جگہ بیٹھ کر اپنی سانسیں درست ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

صرف ایک دن کے اندر ہی اندر اتنے واقعات پیش آئے تھے کہ حالات کا اندازہ لگانا دشوار ہو گیا تھا۔ اس کیس میں بہتیرے ایسے نکتے تھے جن پر بحث کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا اور اس میں سب سے زیادہ اہم نکتہ خود مقتول شاہد کی شخصیت تھی۔ وہ کون تھا؟ کہاں سے آٹپکا تھا؟ اور اس کے اعزہ کیسے تھے جن کے کان پر جوں تک نہ رینگی؟

دوسری بات یہ کہ اچانک عالیہ اور فریدی میں شکر رنجی کیوں ہو گئی تھی؟ اس نے اس کی مدد لینے سے انکار کیوں کر دیا تھا؟ یہ چیزیں بھی اپنی جگہ پر انتہائی پُر اسرار اور قابل غور تھیں کیونکہ خود فریدی کے ساتھ کئی بار ایسا ہو چکا تھا کہ اکثر قاتلوں نے مظلوم بن کر محض اس لئے کہ اس سے مدد طلب کی تھی وہ اُن پر شبہ نہ کر سکے؟ تو کیا عالیہ بھی اسی قسم کا رول انجام دے رہی ہے؟

حمید نے عالیہ کے متعلق پہلے ہی یہ بات سوچی تھی لیکن فریدی نے اس پر دھیان نہیں دیا

تھا اور اب آہستہ آہستہ حمید کا یہ خیال پختہ ہوتا جارہا تھا کہ جہانگیر پیلس کا کوئی فرد شاہد کا قاتل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میجر داؤد عالیہ اور اس کی ماں تینوں اس سازش میں برابر کے شریک ہوں اور بیچارے سعید کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہو۔

حمید سوچنے لگا کہ یہ بات ناممکن نہیں ہے۔ عالیہ جیسی فطرت رکھنے والی لڑکیاں عاشق بدلنے میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ ان کی جنسیت کی سیمابی کیفیت کسی سے پیچھا چھڑانے کے لئے انہیں قتل تک پر آمادہ کرسکتی ہے۔

وہ اسے آج سے نہیں برسوں سے جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے اس دوران میں متعدد نوجوانوں سے رشتہ جوڑا تھا اور پھر انہیں اس طرح بھول گئی تھی جیسے کبھی کی جان پہچان ہی نہ ہو۔ ایک زمانے میں خود حمید نے بھی اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی لفٹ نہ ملنے پر ٹال گیا تھا۔ ٹھیک ہے اس نے سوچا، اسے جہانگیر پیلس ہی کی طرف چلنا چاہئے۔

اسے میجر داؤد سے تو خاص طور پر ضد ہوگئی تھی۔ اس نے تہیہ کرلیا تھا کہ وہ اسے ضرور تنگ کرے گا۔ اس کا غرور کانٹے کی طرح حمید کے دل میں کھٹک رہا تھا۔

وہ اٹھ کر آبادی کی طرف چل پڑا۔ آبادی میں پہنچ کر روشنی میں اس نے اپنے کپڑوں پر جمی ہوئی گرد جھاڑی۔ ایک ریستوران کے غسل خانے میں بال درست کئے اور ٹیکسی میں بیٹھ کر جہانگیر پیلس کی طرف روانہ ہوگیا کیونکہ اسی کے قریب اس نے فریدی کی کار چھوڑی تھی۔ وہ ابھی تک فریدی کے متعلق سوچ رہا تھا۔

نئی مصیبت

گیارہ بج چکے تھے۔ لیکن جہانگیر پیلس کے برآمدے میں ابھی تک روشنی ہو رہی تھی اور لوگوں کے گفتگو کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ حمید درانہ اندر گھستا چلا گیا۔ لیکن برآمدے میں پہنچ کر یک بیک چونک سا پڑا۔ عالیہ جس آدمی سے باتیں کررہی تھی حمید اسے پہلی ہی نظر میں پہچان گیا تھا۔ یہ وہی پُراسرار آدمی تھا جس سے آج صبح اس کی ملاقات ٹرین میں ہوئی تھی اور پھر اس نے اُسے فریدی سے بے سروپا گفتگو کرتے سنا تھا۔ فریدی نے اس کا تذکرہ حمید سے چھیڑا ن

لیکن وہ محض اپنی اکتاہٹ کی وجہ سے اُس کے متعلق پوری معلومات حاصل نہ کر سکا تھا۔

حمید تو یہ توقع لے کر آیا تھا کہ عالیہ اس سے سیدھے منہ بات بھی نہ کرے گی اور اُسے اپنی آفیسرانہ شان کو کام میں لانا پڑے گا۔ لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔ عالیہ اُسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور حمید کو اُس کے خوش اخلاقانہ انداز سے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کے گھر کسی تقریب میں شرکت کرنے کی غرض سے آیا ہو۔

"تشریف رکھئے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

اجنبی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حمید کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آپ ہی تھے۔" اجنبی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"کون....!" حمید چونک پڑا۔

"آپ ہی نے تو مجھے ٹرین پر بیوقوف بنایا تھا۔" اس نے جھینپی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"اتنی جلدی بھول گئے۔ آج ہی کی تو بات ہے۔"

"شاید آپ کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ میں اس سے قبل آپ سے کبھی نہیں ملا۔"

"اگر آپ اس وقت بھی مجھے بیوقوف نہیں بنا رہے ہیں تو مجھے حیرت سے بیہوش ہو جانا چاہئے۔"

"میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں جب کہ میں نے اس سے پہلے آپ کو کہیں دیکھا بھی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" عالیہ نے کہا۔ "آپ کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے اور آپ شاہد مرحوم کے کیس کی تفتیش کر رہے ہیں۔"

"اوہ.... ہو سکتا ہے۔" اجنبی نے کہا۔ "یا تو میں خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر....؟"

"میں ایک ضروری بات دریافت کرنے کے لئے آپ کے پاس آیا تھا۔" حمید نے اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر عالیہ سے کہا۔

"فرمایئے۔"

حمید کا توقف دیکھ کر اجنبی اٹھا۔

"اچھا تو مس عالیہ اب میں چلوں گا۔" اس نے کہا۔ لیکن وہ اب بھی بار بار حمید کی طرف

دیکھ رہا تھا۔

اسکے چلے جانے کے بعد حمید سوچنے لگا کہ وہ عالیہ سے کیا پوچھے! دفعتاً ایک بات سوجھ گئی۔

"میں انہیں حضرت کے متعلق پوچھنے آیا تھا۔"

"کیا....؟" عالیہ چونک کر بولی۔

"یہ کون ہیں اور ان کا کیا نام ہے۔"

"نعیم الرشید.... جنوبی افریقہ کے ایک ہندوستانی تاجر ہیں.... اور والد صاحب کی تجارت کے ایک حصے دار۔"

"یہاں کب سے مقیم ہیں۔"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ لیکن یہاں کے کچھ تاجروں سے حساب فہمی کے لئے آئے ہیں۔"

"اوہ....!" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا اُس دن تقریب میں یہ بھی شریک تھے۔"

"جی ہاں۔"

"مگر ان کا نام تو مہمانوں کی فہرست میں نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" عالیہ لاپروائی سے بولی۔ "لیکن یہ کوئی خاص بات نہیں۔ ممکن ہے دو ایک نام رہ بھی گئے ہوں۔ اس وقت بھلا اس کا ہوش کسے رہا ہو گا کہ کون آیا اور کون گیا۔"

"ٹھیک ہے...." حمید نے کہا۔ "میں نے یونہی پوچھا تھا۔"

"تو کیا یہ سچ ہے کہ آج آپ نے انہیں ٹرین میں پریشان کیا تھا۔" عالیہ نے پوچھا۔

"نہیں، انہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو ایک عرصے سے شہر ہی میں مقیم ہوں۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی، پھر عالیہ بولی۔

"اس وقت دراصل مجھے غصہ آ گیا تھا۔ بات بھی ایسی ہی تھی۔ فریدی صاحب کا لہجہ بھی بہت ناگوار گذرا تھا۔"

"کیا بات ہوئی تھی۔"

"اب کیا بتاؤں، یہ تو آپ جانتے ہیں کہ میں بہت سوشل ہوں۔ ہر ایک سے آزادانہ ملتی ہوں۔ فریدی صاحب نے اس پر طنز کیا تھا۔ میں انہیں کافی آزاد خیال اور الٹرا موڈرن سمجھتی تھی۔"

"اوہ مجھے افسوس ہے۔" حمید نے کہا۔ "آپ بُرا نہ مانئے گا۔ بعض اوقات وہ خیالات میں اس

طرح ڈوب جاتے ہیں کہ انہیں اس کا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ زبان سے کیا کہہ رہے ہیں۔"

"خیر بہر حال.... مجھے اپنے رویئے پر افسوس ہے۔" عالیہ نے کہا۔

"اب اسی سے ان کی نیک دلی کا اندازہ لگا لیجئے کہ انہوں نے آپ کی تلخ کلامی کا بُرا نہیں مانا۔"

"فریدی صاحب ہیں کہاں۔" عالیہ نے پوچھا۔

"شاید اس بار ان کے گولی لگی ہے۔"

"کیا مطلب....؟" عالیہ تقریباً اچھل کر بولی۔

"کسی نے ان پر گولی چلائی تھی۔اس کے بعد سے مجھے پتہ نہیں کہ وہ کہاں گئے۔" حمید نے کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ عالیہ کو سب کچھ بتا کر اس پر اس کا ردعمل دیکھے کیونکہ وہ بھی اس کی مشتبہ آدمیوں کی لسٹ میں شامل تھی۔

اس نے فریدی کے چھجے سے گرنے کے بعد کے واقعات دہرا دیئے۔

"اوہ میرے خدا....؟" عالیہ تقریباً چیخ کر بولی۔

اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں خوفزدہ نظر آنے لگی تھیں۔ وہ چند لمحے خاموشی سے حمید کی طرف دیکھتی رہی پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

"تو گویا ان پر دوسرا حملہ تھا۔"

"یہی سمجھنا چاہئے۔" حمید نے کہا۔

"اور آپ یہاں اطمینان سے بیٹھے باتیں بنا رہے ہیں۔" عالیہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"پھر آپ کی دانست میں کیا ہونا چاہئے؟" حمید نے پُر سکون لہجے میں پوچھا۔

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔" عالیہ جھنجھلا کر بولی۔

"بیٹھئے بیٹھئے۔" حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "فریدی کو کرائے کے آدمی نہیں مار سکتے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔"

"اوہ چھوڑیئے بھی۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "آپ کی انگوٹھی بہت خوبصورت ہے۔ ویسے یہ کسی اور کے ہاتھ میں اچھی بھی نہ لگتی۔"

عالیہ حیرت آمیز نظروں سے اُسے گھورنے لگی۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ کی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔"

"قطعی بے مقصد۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "بعض اوقات بے مقصد ہی گفتگو کرنے کو دل چاہتا ہے۔"

"تو پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ فریدی صاحب بخیریت تمام گھر پہنچ گئے ہیں۔"

"اور آپ کو اس پر حیرت ہے۔" حمید نے جلدی سے پوچھا۔

"جی.... جی نہیں۔" عالیہ گڑبڑا کر بولی۔ پھر وہ حمید کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔ حمید بغور اس کی بدلتی ہوئی حالت کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ آخر چاہتے کیا ہیں۔" وہ تھوڑی دیر بعد پھر بولی۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ میں آپ کو صرف یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ فریدی صاحب پر آپ ہی کے گھر سے حملے شروع ہوئے ہیں۔"

"تو پھر! کیا ہم لوگ اس کے ذمہ دار ہیں۔" عالیہ گھبرا کر بولی۔

"دیکھئے نا بات بالکل صاف ہے۔ شاہد کہاں مارا گیا؟ آپ کے گھر پر۔ کسی نے اس کا سوٹ بھی چرایا تھا۔ فریدی صاحب کو بھی یہیں قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آخر میجر صاحب وغیرہ فریدی صاحب کو پرانی حویلی میں جانے سے کیوں روک رہے تھے۔ حویلی کی عجیب و غریب آوازوں کا قصہ بھی کم دلچسپ نہیں ہے۔ لیکن بھوت پریت وغیرہ کے متعلق میں نے کبھی یہ نہیں سنا کہ انہوں نے کسی پر چاقو سے حملہ کیا ہو یا گولی چلائی ہو۔ آپ کا شکاری کتا جس شکار کی تلاش میں مارا گیا وہ بھوت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بھوت اپنے قدموں کے نشانات نہیں چھوڑتے۔"

"تو یہ کہئے کہ آپ لوگ گھر ہی کے کسی فرد پر شبہ کر رہے ہیں۔" عالیہ نے پوچھا۔

"میرا ہرگز یہ مطلب نہیں۔" حمید نے پائپ میں تمباکو بھرتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپ لوگ بھی ہوشیاری سے رہئے گا۔ کوئی آپ کے خاندان سے دشمنی پر کمربستہ نظر آرہا ہے۔"

"اوہ.... اس کی فکر نہ کریں۔" عالیہ طنزیہ انداز میں بولی۔

تھوڑی دیر تک حمید خاموش رہا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔

"خیر میرا جو فرض تھا میں نے ادا کر دیا۔"

جیسے ہی اس نے برآمدے سے قدم نکالا عالیہ نے کسی نوکر سے برآمدے کی روشنی گل

کر دینے کے لئے کہااور پھر لان پر بھی اندھیرا چھا گیا۔

حمید اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا پائیں باغ کے پھاٹک تک آیا۔ آج آسمان بھی سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے تاریکی بڑھ گئی تھی۔

جیسے ہی حمید پھاٹک سے نکلا کسی نے اس کی داہنی کنپٹی پر ایک زور دار گھونسہ رسید کیا۔ حمید اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس لئے توازن برقرار رکھنا اس کے لئے دشوار ہو گیا اور وہ لہرا کر زمین پر آرہا۔

تھوڑی دیر بعد جب اُسے ہوش آیا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی کار کی پچھلی سیٹ پر اس طرح پڑا ہوا ہے کہ اس کے ہاتھ اور پیر ایک ساتھ ملا کر باندھ دیئے گئے ہیں۔ کار چل رہی تھی، اس نے بہتیری کوشش کی کہ کار چلانے والے کا چہرہ دیکھ سکے لیکن ممکن نہ ہوا۔ اس کے ہاتھ اور پیر چھت کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُسے اپنی ہیئت کذائی پر ہنسی آنے لگی۔ بڑا ستم ظریف تھا جس نے اُسے اس طرح باندھ کر ڈال دیا تھا۔

کچھ دیر تک اسی حالت میں رہنے کے بعد حمید کو ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے ہاتھ اور پیر ٹوٹ کر رہ جائیں گے۔ درد لحہ بہ لحہ بڑھتا ہی جارہا تھا۔ آخر کار ایک جگہ رکی۔ کار چلانے والا اتر گیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دو آدمی آئے اور انہوں نے اسی حالت میں حمید کو اٹھا کر ایک طرف چلنا شروع کیا۔ ایک نے اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ اس کا ایک ہاتھ اس کی آنکھوں پر تھا۔ اس لئے حمید راہ کا بھی اندازہ نہ لگا سکا۔ دفعتاً حمید نے عجیب قسم کی بو محسوس کی۔ حد درجہ ناخوشگوار۔ اگر اس کے ہاتھ آزاد ہوتے تو وہ بے اختیار اپنی ناک بند کر لیتا.... تو کیا وہ اسے کسی مردہ خانے میں لے جارہے تھے۔ دفعتاً حمید کا ذہن جاگ اٹھا اور اس نے محسوس کیا کہ وہ حقیقتاً کسی سڑے ہوئے مردہ جسم ہی کی بو تھی۔

کچھ دور چلنے کے بعد ہوا کے جھونکے پھر پاک وصاف محسوس ہونے لگے۔

"اب مجھے ڈال کر تم بھی ستالو۔" حمید نے جی کڑا کر کے کہا۔ "ہے ہے.... کس بُری طرح ہانپ رہے ہو.... چہ چہ۔"

"چپ رہو سالے۔" ایک آدمی گرج کر بولا۔

"یار ایسے وقت میں تو مجھے گالیاں نہ دو جب کہ میں مرنے جارہا ہوں۔" حمید ہنس کر بولا۔

"تم کیا جانو کہ تم مرنے جارہے ہو۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھے ندی میں پھینکو گے۔"

"اوہ تو کیا تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔" اس بار وہ بولا جس نے حمید کی آنکھیں ڈھانپ رکھی تھیں۔

"اس وقت من کی آنکھیں کھل گئی ہیں بابا۔" حمید نے ٹھیٹھ درویشانہ انداز میں کہا۔

"اچھا بس خاموش رہو۔"

"کیوں بگڑتے ہو یار۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "میں شائد چند لمحوں کا مہمان ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے تمہیں کئی گر کی باتیں بتادوں۔"

"بکواس بند کرو۔"

"اچھا بیٹا بند کردی بکواس۔" حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

حمید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ کائی اور سیلن کی بساندھ بتارہی تھی کہ دریا نزدیک ہی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر انہوں نے اُسے اسی حالت میں پھینکا تو ڈوب جانا یقینی ہے۔ انہوں نے اسے اپنے کاندھوں پر لاد رکھا تھا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں اب بھی اوپر کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

دفعتاً حمید کو ایسا محسوس ہوا کہ اگر وہ تھوڑی سی جدوجہد کرے تو اس کا داہنا ہاتھ آزاد ہو سکتا ہے۔ اتنی مسافت طے کرنے کے دوران میں اس کی بندش کچھ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ بات یہ تھی کہ ہاتھوں اور پیروں کے لئے ایک ہی رسی استعمال کی گئی تھی اور انہیں ایک ساتھ ملا کر باندھا گیا تھا۔ باندھنے والے کا مقصد محض حمید کو اذیت دینا تھا۔ لیکن اُس نے اس معاملے میں عقلمندی سے کام نہیں لیا تھا۔

حمید نے اپنے داہنے ہاتھ کو جنبش دی اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔

"سنو بیٹو۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "مرنے سے پہلے تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ سب کچھ کرنا مگر شادی کبھی نہ کرنا۔"

"اچھا اچھا بابا جان۔" ایک جھلا کر بولا۔ "اب چپ بھی رہو ورنہ ہڈیاں سرمہ کردوں گا۔"

"اور اگر تم نے میری نصیحت نہ مانی تو تمہیں بھگتنا پڑے گا۔ یار ذرا ہاتھ ڈھیلا کرو، تم تو میری آنکھیں پھاڑے ڈال رہے ہو۔"

"لے بیٹا تو بھی کیا یاد کرے گا۔" دوسرے نے کہہ کر اس کی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"شکریہ.... کیا تم لوگ مجھے جانتے ہو۔"

"نہیں۔"

"مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔"

"بکو مت۔" پہلا گرج کر بولا۔

اس دوران میں حمید کا داہنا ہاتھ آزاد ہو چکا تھا۔ پھر اس کے بعد پوری رسی کھول ڈالنے میں کوئی دشواری نہ رہ گئی۔ حمید نے رسی کھول کر اپنے پیٹ پر رکھ لی اور بدستور ہاتھ اور پیر اٹھائے رہا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ لوگ اُسے دریا میں پھینکیں گے لیکن جب وہ دریا والا راستہ چھوڑ کر دوسری طرف مڑے تو اسے اطمینان ہو گیا۔ اب وہ ایک کافی چوڑی پگڈنڈی پر چل رہے تھے جس کی دونوں طرف چھوِل کی گھنی جھاڑیاں تھیں۔

"سنو دوستو۔ میں ذرا پیشاب کرنا چاہتا ہوں۔" حمید نے کہا۔

"چپ رہو۔"

"خیر میں تمہارے اوپر ہی کروں گا۔ مرنا تو ہے ہی۔"

"سچ مچ مار ڈالوں گا۔" پہلا گرج کر بولا۔

"اچھا تو بچو۔" حمید نے اس طرح کہا جیسے سچ مچ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے جا رہا ہو۔

دونوں نے اسے جلدی سے زمین پر ڈال دیا۔

دوسرے لمحے میں حمید اچھل کر جھاڑیوں کے اندر گھس چکا تھا۔

دونوں چیختے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ حمید قطعی نہتا تھا اس لئے اس نے ٹھہر کر ان سے دو دو ہاتھ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ وہ پوری قوت سے جھاڑیوں میں دوڑ رہا تھا۔

مجرم کون؟

تھوڑی دیر بعد حمید کو خیال آیا کہ وہ غلطی کر رہا ہے۔ اگر وہ اسی طرح دوڑتا رہا تو تعاقب کرنے والے زندگی بھر پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ وہ ان کے قدموں کی آوازیں صاف سن رہا تھا۔ وہ

دراصل اس کے قدموں کی آواز پر اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ حمید یکلخت رک گیا۔ اب وہ سیدھا جانے کے بجائے داہنی طرف مڑ کر پنجوں کے بل چل رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ کی بھاگ دوڑ کے بعد وہ شارع عام پر آ گیا۔ تعاقب کرنیوالوں کا کہیں پتہ نہ تھا۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ غیر آباد علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں بجلی کے کھمبے بھی نہیں تھے۔ حمید کو خوف تھا کہ کہیں وہ پھر نہ پکڑ لیا جائے۔ اس لئے اس نے جوتے اتار کر پنجوں کے بل دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ اس کے چاروں طرف بیکراں تاریکی تھی اور پیروں کے نیچے کنکریٹ اور کولتار کی چکنی سڑک۔

تھوڑی دیر بعد اسے روشنی کے ننھے ننھے دھبے دکھائی دیئے۔ یہ بھی محض اتفاق ہی تھا کہ وہ شہر کی طرف جا رہا تھا۔ اگر سمت مخالف میں جا پڑتا تو اسے اس کا احساس تک نہ ہوتا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

آبادی میں پہنچ کر وہ سانس لینے کے لئے رکا۔ جوتے پہنے اور ٹیکسی تلاش کرنے لگا۔ وہ کسی طرح پھر جہانگیر پیلس تک پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ فریدی کی کار ابھی تک وہیں تھی۔ بدقت تمام اُسے ٹیکسی مل گئی۔

جہانگیر پیلس پہنچنے کے بعد اسے پھر اسی ٹیکسی پر واپس آنا پڑا کیونکہ فریدی کی کار وہاں موجود نہیں تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا حملہ آور اُسے فریدی ہی کی کار پر لے گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو کار بھی گئی۔ اسے دراصل اپنی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ آخر وہ عالیہ سے ملا ہی کیوں تھا۔

حمید نے ٹیکسی ڈرائیور کو فریدی کی کوٹھی کا پتہ بتایا اور پھر خیالات میں ڈوب گیا۔

کوٹھی کا پھاٹک ابھی تک کھلا ہوا تھا؟ حمید سوچنے لگا کیا ابھی فریدی واپس نہیں آیا؟ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو پیسے دیئے اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کوٹھی میں داخل ہوا۔ فریدی کی کار پورٹیکو میں کھڑی ہوئی تھی اور پھر اس نے فریدی کے کمرے میں روشنی بھی دیکھی۔ وہ اس کی طرف جھپٹا۔

فریدی کمرے میں تنہا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جسے دیکھتے ہی حمید بے اختیار چونک پڑا۔ یہ شہر کا ایک شریف بدمعاش نادر تھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھا فریدی کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے۔" فریدی نے حمید سے پوچھا۔

"لمبی داستان ہے۔" حمید نادر کو گھورتا ہوا بولا۔ "آپ کی موجودگی کا مطلب۔"

"اوہ.... آپ....!" فریدی طنزیہ انداز میں بولا۔ "آپ کے حوصلے بہت بلند ہو گئے ہیں۔"

"انسپکٹر صاحب مجھے نہیں معلوم تھا؟" نادر بے بسی سے بولا۔

"ہاں ہاں۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "تمہیں معلوم تھا کہ میں اتنے حملوں کے بعد بھی بچ جاؤں گا۔"

"آپ سنئے تو سہی۔" نادر اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔

"سنائیے۔" فریدی کے لہجے میں تلخی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ....!"

"ہاں ہاں کہو رک کیوں گئے۔"

نادر خاں پھر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد پھر بولا۔

"میں وہ خط چرانے کے لئے گیا تھا۔ وہاں مجھے نوکروں کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ کوئی جاسوس شاہد کے کمرے میں چھان بین کر رہا ہے۔ بخدا میں نہیں جانتا تھا کہ وہ آپ ہیں، ورنہ میں اس کی ہمت نہ کرتا۔"

"اور دوسرے حملے کے متعلق کیا ارشاد ہوتا ہے۔" فریدی نے مسکرا کر پوچھا۔

"دوسرا حملہ صرف کتے پر تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ مجھے کبھی نہ چھوڑتا۔"

"تو شاہد کا سوٹ تم نے چرایا تھا۔"

"جی ہاں۔"

"آج رات تم تنہا تھے۔"

"جی ہاں.... جی ہاں۔"

"لیکن اس وقت تک تمہارے پاس رائفل نہیں تھی جب تم نے درخت پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔"

"نہیں تھی۔"

"تو پھر تم رائفل لے کر دوبارہ واپس آئے تھے۔"

نادر خان پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"جی نہیں.... وہ رائفل مجھے کسی نے دی تھی اور یہ بھی بتایا تھا کہ آپ نے کتا منگوایا ہے۔"

"کس نے۔"

"ایک عورت نے۔"

"عورت.... کون عورت؟" فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔"

"بہت اچھے۔"

"میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ میں نے آج تک اس کی شکل نہیں دیکھی۔"

"بہت خوب۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"اب میں کس طرح آپ کو یقین دلاؤں۔ وہ مجھے ہمیشہ رات میں ملتی رہی ہے۔ کسی ویران مقام پر اس نے مجھے شاہد کا سوٹ چرانے کی ترکیب بتائی تھی اور اسی نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ میں جہانگیر پیلس کے بلڈ ہاؤنڈ کو وہی سوٹ پہن کر راتوں میں تنگ کیا کروں۔ اس نے مجھے پرانی حویلی میں داخل ہونے کا راستہ بتایا تھا۔ ان سب کاموں کی اجرت پانچ ہزار روپے تھی۔ ڈھائی ہزار پیشگی دیئے گئے تھے میں اتنا احمق نہیں کہ بغیر سمجھے بوجھے اس چکر میں پھنس گیا۔"

"اور وہ خط۔"

"وہ خط بھی اسی نے منگوایا تھا۔ اس کے لئے پرسوں رات کو اس نے دوبارہ جہانگیر پیلس کا اندرونی نقشہ سمجھایا تھا۔"

"عورت بوڑھی تھی یا جوان۔"

"آواز سے تو جوان ہی معلوم ہوتی تھی۔"

"تو تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ عورت کون تھی۔"

"نہیں۔"

"نادر۔" دفعتاً فریدی کی آواز بلند ہوگئی۔

"جی....!" وہ سہم کر بولا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"نہیں نہیں۔"

"بکو مت! اس نے جو کام تم سے لیا تھا وہ اتنا بے سروپا تھا کہ تم کسی طرح اس کا پتہ و نشان جاننے کی خواہش نہیں دبا سکتے تھے۔ تمہاری جگہ اگر کوئی احمق ترین آدمی ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔"

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں۔"

"خیر میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔" فریدی تلخ لہجے میں بولا۔ "تم ایک بار ملک الموت کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرو گے۔ لیکن ادھر دیکھو! میری طرف تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہاری فقرے بازی میں آکر عالیہ کو مجرم سمجھ لوں گا۔"

"کون عالیہ۔" نادر خان چونک کر بولا۔

"حمید۔" فریدی حمید کی طرف مڑ کر بولا۔ "اسے بتاؤ کہ کون عالیہ۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" حمید نے کہا اور فریدی کی میز پر سے ایک چھوٹا سا قلم تراش چاقو اٹھا کر نادر خاں کی طرف بڑھا۔

"ٹھیک ہے۔" فریدی نے کہا اور نادر خاں کو گھورنے لگا۔

"مگر.... مگر.... یہ قانون کے خلاف ہے۔" نادر خان چیخا۔

"قانون.... جب قانون کی حفاظت میرے ذمہ آپڑتی ہے تو میں مجرموں کو قانون سے دور ہی رکھتا ہوں۔"

حمید نے چاقو کی نوک نادر کی گردن پر رکھ دی۔

"ٹھہرو۔" فریدی نے حمید سے کہا۔ "یہ بہت ہی معمولی قسم کی اذیت ہوگی۔ انگیٹھی میں کوئلے سلگاؤ۔"

"سنئے تو سہی۔" نادر لرز کر بولا۔

"سنائیے۔"

"میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔"

"چلو میں نے اسے بھی تسلیم کر لیا، جو تم عرض کرنا چاہتے ہو۔" حمید بولا۔

"ٹھہریئے.... ٹھہریئے۔" نادر گڑگڑایا۔

"ہاں کہو! کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"وہ میجر داؤد تھا۔"

فریدی بیٹھ گیا۔ اس کی عقابی آنکھیں نادر خاں کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"اس نے اب سے ایک ماہ پیشتر مجھے اس کام کے لئے کافی رقم دی تھی کہ میں پرانی حویلی کو

آسیب زدہ بنا دوں۔ میں ہی وہاں جا کر عجیب و غریب آوازیں پیدا کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے مجھے شاہد کا سوٹ چرانے کے لئے آمادہ کیا۔ پھر کتے کو تنگ کرنے کے لئے کہا اور آخری کام خط چرانا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ سوٹ والا معاملہ ظاہر ہو چکا ہے تو اس نے مجھے اس بات پر اکسایا کہ آپ کو ختم کر دوں۔"

فریدی کچھ سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

اچھا بیٹے تم میرے مہمان رہو گے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"میں فی الحال تمہیں پولیس کے حوالے کرنے کی بجائے اپنی قید میں رکھوں گا۔"

"مجھے آپ حوالات ہی بھیج دیں تو بہتر ہے۔"

"کیوں؟" فریدی مسکرا کر بولا۔

"میں آپ کی قید کے متعلق بہت کچھ سن چکا ہوں۔ آپ کے تہہ خانے پر جہنم کو ترجیح دوں گا۔"

"بہت پرانی بات ہے۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "اب وہاں بہتیری اصلاحات ہو چکی ہیں، ٹیوب لائٹ اور بجلی کے پنکھے کا خاص انتظام ہے۔ فرش پر ایرانی قالین ملے گا۔ بہترین قسم کا صوفہ سیٹ۔ بہر حال قیام و طعام کا معقول انتظام رہے گا۔"

"نہیں نہیں! خدا کے لئے آپ مجھے حوالات ہی میں بھجوا دیجئے۔"

"ہوں اور پھر وہاں لوگ مار مار کر تمہارا کچومر نکال دیں۔" فریدی نے کہا۔ "میں اب بھی تمہارے ساتھ رعائت برتنے کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔ مثلاً یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں تم پر یہ الزام عائد نہ کروں کہ تم نے مجھ پر تین بار قاتلانہ حملہ کیا تھا۔"

"اوہ....!"

"ہاں.... لیکن ایک شرط کے ساتھ۔"

"کیا....!"

"تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو۔"

"تو آپ کو اس پر بھی یقین نہیں آیا۔"

"نہیں بیٹے میں احمق نہیں ہوں۔ غالباً تم نے میجر داؤد سے میری تکرار سن لی تھی۔ اس

لئے اب تم اسے گھسیٹنے لگے۔ میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔"

"تو پھر اب میں کسی پر جھوٹا الزام نہیں رکھ سکتا۔ میں نے سچی اور آخری بات آپ سے کہہ دی۔" نادر نے کہا۔

"ابھی تم ایک اور سچی اور آخری بات بتاؤ گے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ تھوڑی دیر تک وہ اُسے گھورتا رہا پھر اس کا گریبان پکڑ کر بولا "اٹھو.....!"

تھوڑی دیر بعد حمید اور فریدی کمرے میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ نادر خاں کو انہوں نے تہہ خانے میں بند کر دیا تھا۔ حمید کے استفسار پر فریدی بولا۔

"میں نے تھوڑی دور تک تعاقب کرنے کے بعد اُسے پکڑ لیا تھا۔"

"اب میری دکھ بھری داستان سنئے کہ اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔"

حمید اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا اور سارے واقعات دہرا دیئے۔

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ پورا گروہ کام کر رہا ہے۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"ٹھہریئے.....ذرا یہ تو بتایئے کہ نعیم الرشید آپ کے پاس کیوں آیا تھا.....؟"

"وہ مجھے افریقہ بھیجنا چاہتا تھا۔ وہاں اس کی تجارت میں گول مال ہو رہا ہے۔"

"اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ عالیہ کے باپ کی تجارت میں بھی اس کا حصہ ہے۔"

"نہیں۔" فریدی چونک کر بولا۔

"جی ہاں مجھے یہ بات عالیہ سے معلوم ہوئی ہے۔"

"اوہ.....!" فریدی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئی تھیں۔

پھر حمید نے ٹرین کا واقعہ بھی دہرا دیا۔

"تم نے پہلے ہی کیوں نہ بتایا تھا۔"

"ابھی اور سنئے۔"

"کیا.....؟"

"وہ اس دن عالیہ کی منگنی کی تقریب میں بھی شریک تھا۔"

"ہوں۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا "اور مہمانوں کی فہرست میں اس کا نام نہیں تھا۔"

"میں نے عالیہ سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔" حمید نے کہا۔ "لیکن وہ بڑی لاپروائی سے ٹال

گئی۔اس نے کہا کہ اسی پر منحصر نہیں، ممکن ہے کچھ نام اور بھی رہ گئے ہوں۔"

فریدی خیالات میں ڈوبا ہوا پھر بیٹھ گیا۔ حمید نے کافی کا دوسرا پیالہ لبریز کیا اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔ فریدی قطعی بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔ اس کے پیالے کی کافی نہ جانے کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"وہ مجھے افریقہ بھیجنا چاہتا تھا۔" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "احمق کہیں کا۔ تیس ہزار، چالیس ہزار، پچاس ہزار، ساٹھ ہزار، ستر ہزار.... ایک معمولی سی بات کے لئے ستر ہزار، جس کام کو کوئی معمولی سا جاسوس وہیں انجام دے سکتا تھا۔ اس کے لئے وہ میرے پاس آیا۔ اسٹیل پرنس کی اکلوتی بیٹی اپنے باپ کے بعد اس کی دولت کی تنہا مالک ہو گی؟ کیا سمجھے؟"

"جی....؟" حمید چونک کر بولا۔

"اگر عالیہ کی شادی تمہارے ساتھ ہو جائے تو کیسی رہے۔"

"مجھے سوچنے کا موقع دیجئے۔" حمید بوکھلا کر بولا۔

"تم اس شہر کے مالدار آدمیوں میں ہو گے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے سوچنے کا موقع دیجئے؟"

فریدی اس کی باتوں پر دھیان دیئے بغیر بولتا رہا۔

"دولت کی تلاش انسان سے نہ جانے کیا کیا کراتی ہے۔ تم دولت حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر سکتے ہو۔"

"جی ہاں.... جی ہاں.... مجھے منظور ہے۔"

"کیا منظور ہے۔" فریدی اس طرح بولا جیسے یک بیک سوتے سوتے چونک پڑا ہو۔

"میں عالیہ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"کیا مطلب۔"

"آپ ہی تو ابھی کہہ رہے تھے۔"

"میں....!" فریدی سنجیدگی سے بولا۔ "ابے گدھے وہ تو میں مثال کے طور پر کہہ رہا تھا۔"

"مثال کے طور پر۔" حمید اس طرح بولا کہ اس کی آواز حلق میں پھنس کر رہ گئی۔

"او ہو! تو کیا شہناز کا بھوت سر سے اُتر گیا۔" فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں تو.... میں چار شادیاں کروں گا۔"

"خیر.... خیر.... فضول باتیں بند کرو۔" فریدی دیوار کی طرف بڑھا۔ کوٹ ہک میں چمڑے کا ایک مضبوط سا کوڑا لٹک رہا تھا۔ فریدی نے اُسے اتار لیا۔

"کیا مطلب؟" حمید یک بیک چونک کر بولا۔

"ڈرو نہیں! یہ تمہارے لئے نہیں ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

وہ تہہ خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

نادر خاں فریدی کے ہاتھ میں کوڑا دیکھ کر لرز گیا لیکن اس کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس دوران میں زیادہ سے زیادہ ڈھیٹ بننے کی مشق کر رہا ہو۔

"نعیم الرشید سے تمہاری ملاقات کب ہوئی تھی۔" فریدی نے آہستہ سے پوچھا۔

نادر خاں بے اختیار چونک پڑا۔

"نعیم الرشید.... میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔"

کوڑا فضا میں بلند ہوا اور سڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی نادر خاں کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ دوسرا، تیسرا اور چوتھے پر نادر خاں فریدی پر جھپٹ پڑا۔ قبل اس کے کہ حمید دخل دیتا فریدی نے نادر خاں کو صوفے کی طرف اچھال دیا اور پھر اس پر کوڑے برسنے لگے۔

"ٹھہریئے۔" نادر خاں چیخا۔

فریدی نے ہاتھ روک دیا۔

"آپ نے وعدہ.... وعدہ.... کیا....!" وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"ہاں میں اب بھی اس وعدے پر قائم ہوں۔ اگر تم سچ سچ بتادو تو بچالئے جاؤ گے۔" فریدی اتنے پر سکون لہجے میں بولا جیسے وہ اب تک اسے پیٹتے رہنے کے بجائے لڈو کھلا تا رہا ہو۔

"نعیم الرشید ہی نے مجھے اس کام پر اکسایا تھا۔"

فریدی نے کوڑا ایک طرف ڈال دیا اور پر سکون انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے اتنی آسانی سے کیوں بتادیا۔" فریدی نے پوچھا۔

"اس حرام زادے نے مجھے اطمینان دلایا تھا کہ اس تک کسی کا خیال پہنچ ہی نہیں سکتا۔" نادر خاں جھلا کر بولا۔ "اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر کبھی تم پکڑے بھی جاؤ گے تو میں تمہیں بچالوں گا

بس تم ادھر، اُدھر کے لوگوں پر الزامات عائد کرتے رہنا۔"

"کیا اس نے تمہیں اس کا مقصد بھی بتایا تھا؟" فریدی نے پوچھا۔

"کیوں نہیں! میں اسی مقصد کے چکر میں پڑ کر ہی مارا گیا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ عالیہ سے شادی ہو جانے کے بعد تمہیں اپنی ہندوستان کی تجارت کا منیجر بنادوں گا اور نہ جانے کتنے بڑے بڑے وعدے کئے تھے۔"

نادر خاں نے نعیم الرشید کی شان میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔

"خیر.... خیر.... زیادہ شور مچانے کی ضرورت نہیں۔" فریدی ایک صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر بولا۔

"نعیم الرشید اس وقت کہاں ہو گا۔"

"یہ نہیں بتا سکتا۔ معلوم نہیں کہاں ہو گا۔"

"سرجنٹ حمید پر کس نے حملہ کیا تھا اور اسے لاد کر لے جانے والے کون تھے؟"

"یہ بھی میں نہیں جانتا، ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کیلئے میرے آدمیوں سے مدد لی ہو۔"

"تمہارے آدمی کہاں ہیں۔"

"سیتا گھاٹ والی فوجی عمارت میں۔"

فریدی حمید کی طرف مڑا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ مجھے سیتا گھاٹ ہی کی طرف لے جا رہے تھے۔" حمید نے کہا۔

"اچھا....!" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں تہہ خانے سے باہر آئے۔

فریدی نے کوٹ پہنا اور جیب میں ریوالور ڈال کر حمید کے کمرے میں آیا۔ حمید بھی تیار ہو چکا تھا۔ وہ دونوں برآمدے میں آکر کھڑے ہو گئے۔ فریدی سوچ رہا تھا۔

"ٹھہرو...." فریدی نے کہا اور اندر چلا گیا۔ وہ پھر تہہ خانے کی طرف جا رہا تھا۔

نادر اُسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تقریب کی شام کو کتے کی ڈور کس نے کاٹی تھی۔" اس نے نادر خاں سے پوچھا۔

"نعیم نے.... اور چاقو سعید کی جیب میں ڈال دیا تھا۔"

فریدی کچھ اور پوچھے بغیر واپس چلا آیا۔

"آؤ جی حمید صاحب۔" وہ حمید کی گردن میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ "یہ قطعی بھول جاؤ کہ تم رات بھر جاگے ہو۔" دوسرے لمحے میں ان کی کار پھاٹک کے باہر نکل رہی تھی۔

انجام

شہر کی سنسان سڑک پر فریدی کی کار فراٹے بھر رہی تھی۔ حمید کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔ کبھی کبھی وہ نیند کی جھونک میں اِدھر اُدھر گرنے لگتا تھا۔

"میں تو اب بھی عالیہ کی طرف سے مشکوک ہوں۔" دفعتاً وہ چونک کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے کہ وہ اب نعیم پر عاشق ہو گئی ہو اور پھر اس کی مدد سے سعید اور شاہد دونوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "جانتے ہو کہ میں نے اب بھی نادر کو پولیس کے حوالے کیوں نہیں کیا۔"

"نہیں۔"

"بڑا مکار آدمی ہے۔ مجھے اب بھی اس کے بیان پر شبہ ہے۔"

"تو پھر شبہ کس طرح رفع ہو گا۔"

"ایک اندھی چال چل رہا ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "فی الحال منطقی دلائل کسی طرح کام نہیں آ سکتے۔"

"تو کیا آپ سیتا گھاٹ چل رہے ہیں۔"

"نہیں! نعیم کے گھر۔ اس نے مجھے اپنا پتہ دیا تھا۔"

"مگر وہ تو آج میرے ہی ساتھ آیا ہے۔" حمید نے کہا۔

"یہاں بھی ایک بنگلہ اس نے کرائے پر لے رکھا ہے۔"

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ حمید بدستور اونگھ رہا تھا۔

"ابے گدھے تم اونگھ رہے ہو شاید۔ نیچے پھینک دوں گا۔"

"لیکن آپ وہاں کیوں جارہے ہیں۔" حمید چونک کر بولا۔ "ثبوت کے لئے محض نادر کا بیان ہی کافی نہیں ہوسکتا۔"

"اب کی ہے تم نے عقلمندی کی بات۔" فریدی نے کہا۔ "ایک بات شاید میں نے تمہیں اب تک نہیں بتائی۔ وہ یہ کہ سعید کے جیب سے جو چاقو برآمد ہوا تھا اس پر اس کی انگلیوں کے نشانات نہیں تھے، لیکن نشانات تھے.... کسی اور کے.... کس کے تھے؟ یہ ابھی تک پردہ راز میں ہے۔ مجرم نے صرف یہی ایک غلطی کی ہے جس کی بناء پر وہ پکڑا جاسکتا ہے۔ اگر اس سے یہ بھول نہ ہوئی ہوتی تو قیامت تک نہ پکڑا جاسکتا۔"

"اوہ....!"

فریدی نے ایک جگہ کار روک دی۔ تھوڑی دیر تک وہ کار ہی میں بیٹھے رہے پھر فریدی کار سے اُترا۔ "یہی ہے اس کا بنگلہ۔" فریدی نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تم یہیں ٹھہرو۔" اور پھر وہ تاریکی میں غائب ہوگیا۔

حمید بھی باہر نکل کر پائیدان پر بیٹھ گیا۔ آسمان پر منڈلاتے ہوئے سیاہ بادل مغرب میں جمنے لگے تھے ہوا بند تھی۔ حبس کی وجہ سے دم گھٹ رہا تھا۔ حمید نے کوٹ اتار کر کار میں ڈال دیا اور قمیض کے بٹن بھی کھول دیئے۔ اسے ایسے موقعوں پر فریدی پر سخت غصہ آتا تھا جب وہ اسے کہیں ساتھ لے جاتا تھا مگر کام کے وقت پیچھے چھوڑ دیتا تھا۔

نیند کی وجہ سے حمید کا دماغ پراگندہ ہورہا تھا۔ پلکیں بوجھل ہوتی جارہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اونگھنے لگا پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے قریب ہی کوئی کار گذری ہو۔ وہ چونک پڑا۔ ساتھ ہی اسے فریدی کی آواز سنائی دی۔

"حمید.... وہ نکل گیا.... انجن اسٹارٹ کرو۔"

لیکن حمید کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ کار تک پہنچ گیا۔

"اندر چلو۔" وہ حمید کو دھکا دیتا ہوا بولا۔

حمید کی سمجھ ہی میں نہ آیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ بہرحال فریدی نے پھرتی سے انجن اسٹارٹ کیا اور کار کو مشرق کی طرف گھما کر سڑک پر ڈال دیا۔

"اگر وہ نکل گیا تو زندگی بھر افسوس رہے گا۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن تم نہ جانے کیا کرتے رہے۔ اگر چاہتے تو کار کے پچھلے پہیوں پر فائر کر سکتے تھے۔"

"میں دراصل اونگھ گیا تھا۔"

"ہاں ایسے موقعوں پر تو تمہیں نیند ستاتی ہے۔ ویسے نائٹ کلبوں اور رقص گاہوں میں رات رات بھر رنگ رلیاں مناتے رہتے ہو۔"

حمید نے کوئی جواب نہ دیا۔

فریدی لحہ بہ لحہ کار کی رفتار تیز کرتا رہا تھا لیکن بے سود۔ نہ جانے وہ اپنی کار کدھر نکال لے گیا تھا۔

"لیکن یہ ہوا کس طرح۔ کیا آپ جاتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔" حمید نے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔ میں اس ارادے سے اس وقت نہیں آیا تھا۔ مجھے صرف یہ دیکھنا تھا کہ وہ اس وقت گھر پر موجود ہے یا نہیں۔ لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ مجھے اس بات پر یقین کر لینا پڑا کہ نادر خاں کا آخری بیان صحیح ہے۔"

"یعنی....!"

"وہ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ میں نے ایک کھڑکی سے اس کی حالت دیکھی تھی۔ وہ بار بار ٹیلی فون کر رہا تھا اور یہ سب کالیں سیتا گھاٹ والی فوجی عمارت کے لئے تھیں۔ وہ بار بار کسی سے پوچھ رہا تھا کہ نادر خاں واپس لوٹا یا نہیں؟" فریدی خاموش ہو گیا۔

"پھر....!"

"میں نے سوچا کہ اسے اسی وقت پکڑ لیا جائے۔ لیکن وہ نکل بھاگا۔"

"تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا تھا۔"

"ہاں۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "گرمی کی شدت کا بُرا ہو۔ اس کا سارا جسم پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ بہر حال وہ میری گرفت سے نکل گیا۔"

"آپ نے ریوالور کیوں نہیں استعمال کیا؟" حمید نے پوچھا۔

"میں اس وقت تک ایسا اقدام نہیں کرتا جب کہ میرے پاس مجرم کے خلاف مکمل ثبوت نہ ہو۔"

"لیکن وہ کم بخت گیا کدھر؟" حمید نے کہا۔ "کیا خیال ہے کیا وہ سیتا گھاٹ گیا ہو گا۔"

"ہرگز نہیں.... "فریدی نے کہا۔ "وہ ایسی حماقت کبھی نہ کرے گا۔ وہ سمجھ گیا ہے کہ نادر خاں گرفتار ہو گیا ہے۔"

"نادر کے ساتھیوں میں سے کسی نے اطلاع دی ہو گی۔" حمید بولا۔

"سچ مچ تم سو رہے ہو۔" فریدی نے کہا۔ "ورنہ بچوں کی سی باتیں نہ کرتے! ارے میاں اس وقت یہاں میری موجودگی ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ نادر خاں گرفتار ہو گیا۔ ورنہ اس کی بنائی ہوئی اسکیم اس کی اپنی نظر میں اتنی خام نہیں تھی کہ سراغ رساں اس کی تہہ تک پہنچ سکتا۔"

حمید نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بدستور اونگھ رہا تھا۔ دفعتاً اسے اپنے کان کے قریب ریوالور کی آواز سنائی دی اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"او گدھے تم سچ مچ سو رہے ہو۔" فریدی نے دوسرا فائر کرتے ہوئے کہا۔

حمید کو اب ہوش آیا۔ آگے سڑک پر ایک کار تیزی سے جا رہی تھی۔

"کہیں کوئی اور نہ ہو۔" حمید بے اختیار بولا۔

"میں تمہاری طرح سو نہیں رہا ہوں۔" فریدی طنزیہ لہجے میں بولا۔

اس نے پھر فائر کیا۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

اتنے فاصلے سے کارتوس ضائع کرنا فضول ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

اس نے رفتار کچھ اور تیز کر دی۔

حمید آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیند سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے خود اپنی حالت پر غصہ آ رہا تھا۔ اچانک اسے ایک تدبیر سوجھی۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور ایک بازو کھڑکی میں پھنسا کر دونوں پیر پائیدان پر رکھے اور باہر کی طرف لٹک گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔" فریدی چیخا۔

"اب شاید آپ سو رہے ہیں۔" حمید بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور جیب سے ریوالور نکال کر آگے والی کار کے پچھلے پہیوں پر فائر کرنے لگا۔

"شاباش۔" فریدی پُرجوش آواز میں بولا۔ "اب تم سچے شاگرد ثابت ہو رہے ہو۔ بخدا اس وقت تم نے استاد کے بھی کان کاٹ لئے۔ مگر ذرا احتیاط سے۔"

چوتھی گولی ایک پہیئے پر پڑ ہی گئی۔ آگے والی کار اچھلنے لگی پھر یک بیک رک گئی۔ فریدی نے

پھرتی سے کام لیا ورنہ اس کی کار اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی۔ اچانک بریک لگنے کی وجہ سے حمید کے پیر پائیدان سے پھسل گئے لیکن قدرت مہربان تھی کہ اس کا بازو کھڑکی ہی میں پھنسا رہ گیا ورنہ شاید پھر کبھی نہ اٹھ سکتا۔

نعیم اپنی کار سے کود کر جھاڑیوں میں گھس گیا۔ فریدی اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ حمید نے بھی اس کے پیچھے دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

جھاڑیوں کا سلسلہ کافی دور تک پھیلا ہوا تھا اور یہ اتنی گھنی تھیں کہ ان میں دوڑنا قطعی دشوار تھا۔ فریدی محض جھاڑیوں کی سرسراہٹ کی آواز پر نعیم کا تعاقب کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آوازیں بھی بند ہو گئیں۔ ''یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ اس وقت ہمارے پاس ایک ٹارچ بھی نہیں۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''خیر تم یہیں ٹھہرو۔''

فریدی نے کہا اور جوتے اتار کر قریب کے درخت پر چڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر نیچے اتر آیا۔

''میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔'' وہ جلدی سے جوتے پہنتا ہوا بولا۔ ''جلدی کرو اگر وہ دریا پار کر گیا تو بڑی دشواری ہو گی۔''

وہ دونوں تیزی سے ایک طرف چلنے لگے۔ فریدی حمید کا ہاتھ تھامے اسے گھسیٹ رہا تھا۔

کھلے میدان میں پہنچ کر انہوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑا راستہ طے کرنے کے بعد انہیں بہت دور ایک متحرک دھبہ دکھائی دیا۔ فریدی کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ البتہ حمید کے لئے یہ چیز بڑی مشکل تھی، اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب اس کے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔ وہ فریدی سے بہت پیچھے رہ گیا تھا۔

دفعتاً تاریک دھبہ ایک جگہ رک گیا اور فریدی زور سے چیخا۔

''نعیم اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو گولی مار دوں گا۔''

دوسرے لمحے میں حمید نے ایسا محسوس کیا جیسے وہ دھبہ فضا میں بلند ہو رہا ہو اور پھر وہ بڑی سرعت سے غائب ہو گیا۔ دوسرے دھبے نے بھی اس کی تقلید کی اور وہ بھی غائب ہو گیا۔ حمید انتہائی تھکن کے باوجود بھی پوری قوت سے دوڑ رہا تھا۔

اگر وہ یک بیک رک نہ جاتا تو غیر ارادی طور پر وہ بھی دریا میں گر پڑا ہوتا۔ وہ ایک کگار پر کھڑا

ہوا تھا، جو پانی کی سطح سے تقریباً پچیس تیس فٹ اونچی رہی ہوگی۔ نیچے دریا میں گویا بھونچال سا آ گیا تھا۔

حمید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کیونکہ اسے واجبی ہی سا تیرنا آتا تھا اور کچھ دیر بعد اس نے فریدی کا نام لے لے کر اُسے پکارنا شروع کر دیا۔ مگر جواب ندارد۔

فریدی دریا کا سینہ چیر کر بڑی سرعت سے آگے بڑھ رہا تھا اس کے آگے نعیم تھا۔ فریدی یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ نعیم ایک اچھا تیراک ہے۔ وہ اس دوران میں بھی ایک بار اس کی گرفت میں آ کر نکل گیا تھا۔

اس وقت وہ اس سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر تھا۔ دریا کا دوسرا کنارا تھوڑی ہی دور رہ گیا تھا لیکن نعیم دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے کی بجائے فریدی کو دریا میں چکر دے رہا تھا۔

رات ختم ہو رہی تھی اور افق مین اجالا پھوٹ رہا تھا۔ ستارے ڈوبنے لگے تھے۔

فریدی نے ایک بار پھر اپنی پوری قوت سے تیرنا شروع کر دیا۔ نعیم کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔ فریدی کو قریب دیکھ کر اس نے غوطہ لگایا، لیکن اس بار فریدی کی رفتار کا اندازہ لگانے میں غلطی کی تھی۔ دوسرے لمحے میں اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سر کے بالوں کی جڑوں میں کسی نے چنگاریاں بھر دی ہوں۔ اسے پھر سطح پر ابھر آنا پڑا۔ اس کے بال فریدی کی مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے۔ پھر فریدی نے اس کے منہ پر گھونسہ مارا اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔

فریدی نے اس کے بال پکڑے ہوئے دوسرے کنارے کی طرف تیرنا شروع کیا۔ کنارہ زیادہ دور نہیں تھا لیکن وہاں تک پہنچتے پہنچتے فریدی کے ہاتھ پیر بھی جواب دینے لگے۔ دفعتاً اسے حمید کی آواز کہیں قریب ہی سنائی دی، جو اس کا نام لے لے کر چیخ رہا تھا۔

فریدی اس طرح چونک پڑا جیسے وہ ابھی تک سو تا رہا ہو اور پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ یک بیک نئے سرے سے تازہ دم ہو گیا ہو۔ پھر وہ بڑی تیزی سے نعیم کو دوسرے کنارے پر کھینچ لے گیا۔

حمید اب تک اُسے پکار رہا تھا اور قریب ہی پتواروں کی شپا شپ سنائی دے رہی تھی۔

''میں ادھر ہوں۔'' فریدی اپنی پوری قوت سے چیخا اور تھوڑی دیر بعد ایک ناؤ کنارے آ لگی اور حمید کود کر فریدی کے قریب پہنچ گیا۔

قبل اس کے کہ حمید کچھ کہتا فریدی بولا۔

"جلدی سے اپنے پائپ میں تمباکو بھرو۔ میرے سب سگار بھیگ کر بیکار ہو گئے ہیں۔"

حمید بھنا کر رہ گیا۔ نعیم زمین پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔

"کیا مر گیا۔" حمید نے پوچھا۔

"نہیں! بیہوش ہے۔ پانی پی گیا ہے۔ بھئی تمباکو۔ کیا پائپ چھوڑ آئے ہو۔ بڑے گدھے ہو۔" فریدی نے کہا اور نعیم کے پیٹ سے پانی نکالنے کی تدبیر کرنے لگا۔

حمید پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

اسی دن چار بجے شام کو فریدی اور حمید جہانگیر پیلس میں چائے پی رہے تھے۔ میز پر میجر داؤد بھی موجود تھا۔

"اس کی طرف تو خیال بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔" عالیہ کی ماں بولی۔ "مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بار سیٹھ جی نے اس کی بے ایمانیوں کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ ایک بار ہمارا کافی روپیہ ہضم کر چکا ہے۔"

"میں پھر کہتا ہوں آپ نے غلطی کی۔" میجر داؤد خشک لہجے میں بولا۔ "بھلا وہ کیوں شاہد کو مارنے لگا۔"

"ایک دولت مند لڑکی سے شادی کرنے کی امید پر۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "کیا عالیہ بانو اپنے باپ کی ساری دولت کی تنہا مالک نہیں ہیں۔"

"تو کیا سعید رہا کر دیا جائے گا۔" میجر داؤد نے پوچھا۔

"قطعی....!" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"کان کھول کر سن لو۔" میجر داؤد عالیہ کی ماں کو مخاطب کر کے بولا۔ "عالیہ کی شادی سعید کے ساتھ ہرگز نہیں ہو سکتی۔"

"کیوں اس میں ہرج ہی کیا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "سعید غریب ضرور ہے لیکن نجیب الطرفین اور اچھے خاندان کا لڑکا ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہے۔"

"جی....!" میجر داؤد گرج کر بولا۔ "آپ میرے خاندانی معاملات میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں۔"

عالیہ کی ماں کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ اسے میجر داؤد کا لہجہ بہت گراں گذرا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یک بیک فریدی میجر داؤد کی طرف جھکا اور اس کے کان میں آہستہ آہستہ کچھ کہنے

لگا میجر داؤد کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی جارہی تھیں۔ فریدی پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ میجر داؤد اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"ہاں تو میرا خیال ہے کہ اس رشتے میں کوئی عیب نہیں۔" فریدی بجھا ہوا سگار سلگاتا ہوا بولا۔ پھر وہ عالیہ کی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سعید نے مفت میں؛ تنی مصیبتیں جھیلی ہیں اور آپ سبھی اس کی عمر قید یا پھانسی کے منتظر تھے اور جب کہ خود عالیہ بانو بھی یہی چاہتی ہیں۔ آپ کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

عالیہ اٹھ کر چلی گئی۔

"بھئی میں کیا کر سکتی ہوں۔" عالیہ کی ماں نے کہا۔ "اگر عالیہ اسی پر مصر ہے تو صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ سیٹھ جی کو اس پر رضامند کرنے کی کوشش کروں۔ ویسے اختیار تو انہیں کو ہے۔"

"آپ چاہیں تو سب کچھ ہو جائے گا۔" فریدی نے کہا۔

میجر داؤد اس دوران میں بالکل خاموش رہا اور اس کی خاموشی پر عالیہ کی ماں کو بھی حیرت ہونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد جب فریدی اور حمید واپس جانے کے لئے برآمدے سے گذر رہے تھے انہیں عالیہ ملی۔ "فریدی صاحب میں نے آپ کی شان میں کل رات بڑی گستاخیاں کی ہیں۔ جن کی معافی چاہتی ہوں۔" عالیہ نے قدرے ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا۔

"کوئی بات نہیں! ہم لوگ اس کے عادی ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"مجھے سخت شرمندگی ہے۔" عالیہ فریدی کی طرف نوٹوں سے بھرا ہوا پرس بڑھاتے ہوئے بولی۔ "میری طرف سے یہ حقیر نذر قبول فرمایئے! حالانکہ یہ آپ کے شایان شان نہیں۔"

"آپ جانتی ہیں کہ میں نے یہ پیشہ حصول زر کیلئے نہیں اختیار کیا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

عالیہ کا ہاتھ جھک گیا۔ فریدی اور حمید آگے بڑھ گئے۔ لیکن عالیہ پھر ان کی طرف بڑھی۔

"ذرا ایک بات سنئے۔" اس نے انہیں روک کر کہا۔ "آپ نے میجر صاحب سے کیا کہا تھا اور انہوں نے مخالفت کرتے کرتے چپ کیوں سادھ لی تھی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں یہ نہ بتا سکوں گا۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن مجھے امید ہے کہ اب وہ آپ کی پسندیدہ شادی پر معترض نہ ہوں گے۔"

پھر وہ عالیہ کو حیرت زدہ چھوڑ کر اپنی کار میں آ بیٹھے۔

"کیوں میجر داؤد کا کیا معاملہ تھا۔" حمید نے پوچھا۔

فریدی ہنسنے لگا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ کل رات کو میں نے اس کی ایک غیر قانونی حرکت کا پتہ لگایا ہے وہ بھی اتفاق ہی تھا۔ پرانی حویلی میں مجھے جو حادثہ پیش آیا تھا اس کی بناء پر شائد اُسے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں پولیس جہانگیر پیلس کی تلاشی نہ لے۔ کیونکہ یہ اس کے ہاں دوسرا حادثہ تھا۔"

"پھر....!"

"اسی خوف کے تحت اس نے ایک غیر قانونی چیز جو اسی کی تھی پرانے کھنڈروں میں چھپانے کی کوشش کی۔"

"کیا چیز....؟"

"چانڈو.... اور چانڈو پینے کے کچھ پائپ۔"

"اوہ....!" حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

"شاید اس کے گھر والے بھی نہیں جانتے کہ اسے چانڈو کی لت ہے۔" فریدی نے کہا۔

"مگر یہ کیس جلد ختم ہو گیا۔ اس کا افسوس ضرور ہے۔"

"کیوں....؟" فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"مگر.... خیر کوئی بات نہیں۔" حمید خود سے بولا۔ "اب عالیہ رقص گاہوں میں مجھ سے کترائے گی نہیں۔"

"اور کچھ تعجب نہیں کہ تمہیں متبنٰی بھی کر لے۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"اب آپ گالیوں پر اُتر آئے۔" حمید نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"دیکھو یار تم ہر وقت عورت کا تذکرہ کر کے مجھے بور نہ کیا کرو۔ ورنہ کسی دن تمہارا اگلا گھونٹ دوں گا۔" فریدی نے کہا اور اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

حمید بیزاری سے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

ختم شد